45

ہفت روزہ لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا 34واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

3تا9 جمادی الثانی 1447ھ/ 25 نومبر تا یکم دسمبر 2025ء

اس شمارے میں

ترامیم نفاذِ اسلام کے لیے کیوں نہیں؟؟

امیر سے ملاقات (45)

عالمِ اسلام کے مسائل اور اُن کا حل

اُمّت کی آبرو کا فیصلہ

''آئین'' کیا کسی مفلس کی قبا ہے جس میں......

روداد زونل اجتماع لاہور 2025ء

اگراب بھی نہ جاگے تو......

''آج مسلمان ایک دانشمندانہ اور حقیقت پسندانہ دینی قیادت کے محتاج ہیں۔ اگر آپ مسلمانوں کو سو فیصد ''تہجد گزار'' بنا دیں' سب کو متقی و پرہیز گار بنا دیں' لیکن اُن کا ماحول سے کوئی تعلق نہ ہو' وہ یہ نہ جانتے ہوں کہ ملک ڈوب رہا ہے' اُس میں بد اخلاقی' وبا اور طوفان کی طرح پھیل رہی ہے' بچے مسلمانوں سے نفرت عام کی جارہی ہے' تو تاریخ کی شہادت ہے کہ پھر تہجد تو تہجد'' پانچ وقتوں کی نمازوں'' کا پڑھنا بھی مشکل ہو جائے گا۔ اگر آپ نے دینداروں کے لیے اس ماحول میں سے کوئی جگہ نہ بنائی' اور ان کو ملک کا بے لوث مخلص اور شائستہ شہری ثابت نہیں کیا' جو ملک کو بے راہ روی سے بچانے کے لیے ہاتھ پاؤں مارتا ہے' اور ایک بلند کردار پیش کرتا ہے' تو یاد رکھیے کہ ''عبادات ونوافل'' اور دین کی علامتیں اور شعائر تو الگ رہے' وہ وقت بھی آسکتا ہے کہ مسجدوں کا باقی رہنا بھی مشکل ہو جائے۔ اگر آپ نے مسلمانوں کو اجنبی بنا کر اور ماحول سے کاٹ کر رکھا' زندگی کے حقائق سے اُن کی آنکھیں بند رہیں اور ملک میں ہونے والے انقلابات'' نئے نئے قوانین'' اور عوام کے دل و دماغ پر حکومت کرنے والے رجحانات سے وہ بے خبر رہے تو پھر قیادت تو الگ رہی جو خیر امة کا فرضِ منصبی ہے' اپنے وجود کی حفاظت بھی مشکل ہو جائے گی۔

یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو اُن کا مذہبی صحیفہ قرآن اور ان کے پیغمبر ﷺ کی تعلیم (جو خدا کا شکر ہے اپنے اندر بے پناہ طاقت رکھتی ہے) اُن کو نہ صرف اس عام بگاڑ اس سے پھیلی ہوئی آگ اور دولت کی اندھی پرستش کے اس بہتے ہوئے گندے پانی سے بچنے کی تلقین کرتی ہے' بلکہ اُن پر اس کو روکنے اور اس سے لوگوں کو بچانے کی ذمہ داری بھی عائد کرتی ہے۔ ان کو ان کے پیغمبر ﷺ نے صاف طریقہ پر سمجھا دیا ہے کہ اگر کشتی کے کسی بھی سوار کو ایسی حرکت سے باز رکھنے کی کوشش نہ کی گئی' جس سے یہ کشتی خطرے میں پڑ جاتی ہے تو پھر کشتی کے ڈوبنے کی صورت میں کوئی سوار بھی بچ نہ سکے گا' کیونکہ یہ کشتی نیک و بد' قصوروار اور بے قصور' سوتے جاگتے سب کے ساتھ ڈوب جائے گی اور پھر کوئی نیکی اور کوئی دانائی کام نہ آئے گی۔''

سید ابوالحسن علی ندویؒ
کاروانِ زندگی (جلد دوم)

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1159

آسمان وزمین کی پیدائش اور نظامِ کائنات

سُورۃُ الرُّوم | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات 25، 26

وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ تَقُوۡمَ السَّمَآءُ وَ الۡاَرۡضُ بِاَمۡرِہٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاکُمۡ دَعۡوَۃً ٭ۖ مِّنَ الۡاَرۡضِ ٭ۖ اِذَاۤ اَنۡتُمۡ تَخۡرُجُوۡنَ ﴿۲۵﴾ وَ لَہٗ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ کُلٌّ لَّہٗ قٰنِتُوۡنَ ﴿۲۶﴾

آیت ۲۵ ﴿وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ تَقُوۡمَ السَّمَآءُ وَ الۡاَرۡضُ بِاَمۡرِہٖ ؕ﴾ ”اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ قائم ہیں آسمان و زمین اُس کے حکم سے۔“

ہماری زمین‘ سورج‘ نظامِ شمسی اور چھوٹے بڑے بے شمار ستاروں اور سیاروں کا ایک عظیم الشان اور لامتناہی نظام بھی اس کی قدرت کے مظاہر میں سے ہے۔ آج کا انسان جانتا ہے کہ اس نظام کے اندر ایسے ایسے ستارے بھی ہیں جن کے مقابلے میں ہمارے سورج کی جسامت کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ یہ اتنے بڑے بڑے اجرامِ سماویہ اللہ ہی کے حکم سے اپنے اپنے مدار پر قائم ہیں اور یوں اس کی مشیت سے کائنات کا یہ مجموعی نظام چل رہا ہے۔

﴿ثُمَّ اِذَا دَعَاکُمۡ دَعۡوَۃً ٭ۖ مِّنَ الۡاَرۡضِ ٭ۖ اِذَاۤ اَنۡتُمۡ تَخۡرُجُوۡنَ ﴿۲۵﴾﴾ ”پھر جب وہ تمہیں پکارے گا ایک ہی بار زمین سے (نکلنے کے لیے) تو تم دفعتاً نکل پڑو گے۔“

قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ کی شان ”کُن فیکون“ کا ظہور ہوگا اور اس کے ایک ہی حکم سے پوری نسل انسانی زمین سے باہر نکل کر اُس کے حضور حاضر ہو جائے گی۔

آیت ۲۶ ﴿وَ لَہٗ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ کُلٌّ لَّہٗ قٰنِتُوۡنَ ﴿۲۶﴾﴾ ”اور اُسی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں اور زمین میں۔ سب اُسی کے حکم کے تابع فرمان ہیں۔“

درس حدیث

نماز کا چھوٹ جانا

عَنۡ نَوۡفَلِ بۡنِ مُعٰوِیَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَنۡ فَاتَتۡہُ صَلٰوۃٌ فَکَاَنَّمَا وُتِرَ اَھۡلَہٗ وَمَالُہٗ)) (رواہ احمد)

نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”جس شخص کی ایک نماز بھی فوت ہوگئی وہ ایسا ہے کہ گویا اس کے گھر کے لوگ اور مال و دولت سب چھین لیا گیا ہو۔“

تشریح: نماز ارکان اسلام کا اہم رکن ہے۔ یہ مسلمان پر فرض قرار دی گئی ہے۔ اس کی حد درجہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اس حدیث سے یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ ایک نماز کا چھوٹ جانا اس کے مترادف ہے جیسے کہ گھر میں آدمی نے بہت سا مال جمع کیا ہو اور کوئی اُس سے اس کا سارا مال اور اہل و عیال ہتھیا کر لے جائے اور وہ خالی ہاتھ رہ جائے۔

اداریہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترامیم نفاذِ اسلام کے لیے کیوں نہیں؟؟

حال ہی میں دستورِ پاکستان میں منظور ہونے والی ستائیسویں ترمیم کے ذریعے آرٹیکل 243 میں ترمیم کی گئی ہے جو فوجی کمانڈ اسٹرکچر سے متعلق ہے جس میں جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کمیٹی (CJCSC) کا عہدہ ختم کرنے اور آرمی چیف کو نئے اختیارات دینے کی بات ہے۔

فیلڈ مارشل، ایئر فورس مارشل یا ایڈمرل آف دی فلیٹ جیسے سینئر فوجی عہدوں کو لائف ٹائم درجہ دینے کی شق ہے۔ صوبوں اور وفاقی حکومت کے درمیان مالیاتی اور انتظامی اختیارات کا جائزہ لیا جائے گا اور کچھ معاملات صوبوں سے وفاق کو منتقل کیے گئے ہیں۔ پارلیمان یا کم ازکم کابینہ کا سائز تبدیل کرنے کی تجویز ہے۔ چھوٹے صوبوں میں کابینہ ممبران کی تعداد بڑھانے کی شق ہے۔ مقدمات کے فیصلے اور عدالتوں کو نئے طریقے سے منظم کرنے کی تجویز ہے، اور بعض آرٹیکلز میں سپریم کورٹ کے اختیارات کم کر کے نئی وفاقی آئینی عدالت کو کچھ ذمہ داریاں دینے کی بات کی گئی ہے۔ سب سے اہم یہ کہ صدرِ مملکت کو تاحیات استثنیٰ دیا گیا ہے۔

دستورِ پاکستان میں ترامیم کا جائزہ لینا تنگیِ دامانِ قرطاس کے باعث یہاں ممکن نہیں ہے، تاہم یہ کہا جا رہا ہے کہ تمام ترامیم انتظامی حوالے سے اور وسیع تر عوامی مفاد میں کی گئی ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ''یہ وسیع تر عوامی مفاد'' چند افراد کے گرد ہی محدود ہے۔

دستورِ پاکستان میں جب 9ویں ترمیم کا بل پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا جس کا مقصد اسلامی شریعت کو سپریم قانون کے طور پر آئین میں شامل کرنا تھا۔ اِس میں آرٹیکل 2 میں ''اسلام کے احکامات جیسا کہ قرآن وسنت ہیں، قانون سازی اور پالیسی سازی کے لئے رہنمائی کا ذریعہ ہوں گے'' کی شق ڈالنے کی تجویز دی گئی تھی لیکن یہ ترمیم نامکمل رہی کیونکہ یہ ترمیم سینیٹ میں منظور تو ہوئی مگر قومی اسمبلی تحلیل ہونے کی وجہ سے بل واپس ہوگیا۔ پھر پندرہویں ترمیم میں یہ تجویز تھی کہ قرآن وسنت کو سپریم قانون بنایا جائے۔ شریعت کو آئین میں مرکزی حیثیت دے دی جائے مگر یہ بل کبھی مکمل طور پر پاس نہ ہوا اور آج تک پاکستان ان ترامیم کی راہ تک رہا ہے۔

حیرت انگیز بات تو یہ ہے کہ دستورِ پاکستان میں مختلف اوقات میں ترامیم تو کی جاتی رہی ہیں مگر پھر بھی یہ دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ یہ اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔ ہمیں اس دعویٰ پر اعتراض نہیں ہے کیونکہ دعویٰ تو کچھ بھی کیا جاسکتا ہے، مگر دُکھ اس بات پر ہوتا ہے کہ دستور میں درج ہر وہ کام یا حق جو ایک عام آدمی کو ملنا چاہیے صرف اُسی کی راہ میں مشکلات حائل ہوتی ہیں، صرف اُنہی شقوں پر عملدرآمد میں رکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہیں جو پاکستان کی عوام کو ایک قوم بننے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہیں یا ملک کو ایک اسلامی فلاحی ریاست کی طرف لے کر جاتی ہوں۔ اِس حوالے سے عوام کے مفاد یا اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جو

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
3تا9 جمادی الثانی 1447ھ جلد 34
25 نومبر تا یکم دسمبر 2025ء شمارہ 45
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: رضاء الحق
مجلس ادارت: فرید اللہ مروت • محمد رفیق چودھری • وسیم احمد باجوہ • خالد نجیب خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک .... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ/ منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

چند کوششیں کی گئیں صرف وہی کوششیں کامیاب نہیں ہوسکیں، ورنہ دستور میں آج تک ترامیم کی تمام کوششیں بخوبی انجام پائی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ طاقتور اور حکمران طبقہ اپنے حقوق بھی حاصل کر لیتا ہے اور تمام تر مراعات بھی وصول کر لیتا ہے جبکہ غریب اور مجبور طبقے کو خواری اور مشقت کے سوا کچھ نہیں ملتا۔

دستور پاکستان کی تازہ ترین صورت کے مطابق اب حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں کو یہ تحفظ حاصل ہے کہ وہ کہیں بھی پاکستانی قانون کے تحت کسی کو جوابدہ نہیں ہیں۔ پاکستان سے باہر جا کر وہ ہوائی اڈے پر قطار میں بھی کھڑے ہوں گے اور ٹیکسی یا میٹرو کے انتظار میں سڑک کے کنارے کھڑے بھی نظر آئیں گے نہیں نظر آئیں گے تو پاکستان کے اندر قانون کے کٹہرے میں نظر نہیں آئیں گے۔ دستور میں قانون سے بالاتر ہونے کے حوالے سے شق شامل کرنے والے شاید یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ جو کچھ ہے، اسی دنیا میں ہے، اُنہیں آخرت کے حساب کا شاید احساس نہیں ہے یا وہ اُس کو بھلا بیٹھے ہیں، مگر ایسا نہیں ہے۔ ہر چھوٹا بڑا اللہ کے حضور روزِ محشر جواب دہ ہوگا۔

بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی اور اُس قبیلے نے چاہا کہ اُس عورت کو سزا نہ ملے کیونکہ وہ بڑے خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ اُنہوں نے سفارش کے لیے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو بھیجا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے سفارش کریں تاکہ اُس عورت کی سزا معاف ہو جائے۔ جب حضرت اسامہؓ نے سفارش کی تو نبی کریم ﷺ شدید ناراض ہوئے اور فرمایا: ”کیا تم اللہ کی حدود میں سفارش کرتے ہو؟“ پھر آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: ”تم سے پہلی قومیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ جب اُن میں کوئی امیر شخص چوری کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی غریب چوری کرتا تو اُسے سزا دیتے۔ خدا کی قسم! اگر (بالفرض محال) محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرے، تو میں اُس کا ہاتھ بھی ضرور کاٹوں گا۔“ نبی کریم ﷺ نے اپنی سب سے محبوب بیٹی فاطمہؓ کا حوالہ یقیناً اس لیے دیا تاکہ اُمت پر عدل کی اہمیت ہمیشہ کے لیے واضح ہو جائے۔ قانون سب کے لیے برابر ہے۔ رشتہ، خاندان یا مقام کے باعث کوئی شخص سزا سے نہیں بچ سکتا۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قانون سے استثنیٰ نہ پہلے ہونا چاہیے تھا نہ اب اور نہ مستقبل میں۔ یہاں یہ بات بھی واضح ہو جانی چاہیے کہ دستور میں یہ شق ڈالنے والے عدل کی مخالفت اور ناانصافی پیدا کرنے کے محرک ہونے کے مجرم ہیں، اُنہیں اس قانون سے قطعاً کوئی رعایت ملنے والی نہیں ہے۔ بدقسمتی سے دستور میں تبدیلی کے لئے ووٹ دینے والے بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں بل کو پڑھنے کا موقع ہی نہیں ملا ہوتا یا پھر وہ بل کو پڑھنے کے قابل ہی نہیں ہوتے۔ ایسے میں گزارش ہے کہ اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے دستور پاکستان میں سے قانونی استثنیٰ والی شق نکلوائیں ورنہ یہاں کا مال تو یہیں ہی رہ جائے گا وہ آگے کچھ بھی نہ لے جا سکیں گے خصوصاً جو اس حوالے سے وہ جمع کر چکے ہیں۔ یومِ حساب تو آ کر رہے گا!

پریس ریلیز 21 نومبر 2025ء

پاکستان کا سلامتی کونسل میں غزہ کے حوالے سے عالمی فورم پر امریکی قرارداد کی حمایت کرنا انتہائی تشویش ناک ہے۔

غزہ میں اسرائیلی نسل کشی کے دوران امریکہ کی اسلام دشمنی دنیا پر عیاں ہو چکی ہے۔

نیٹو طرز کا مسلم ممالک کا عسکری اتحاد بننے تک ابلیسی اتحاد ثلاثہ مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ رکھے گا۔

شجاع الدین شیخ

پاکستان کا سلامتی کونسل میں غزہ کے حوالے سے عالمی فورس پر امریکی قرارداد کی حمایت کرنا انتہائی تشویش ناک ہے۔ غزہ میں اسرائیلی نسل کشی کے دوران امریکہ کی اسلام دشمنی دنیا پر عیاں ہو چکی ہے۔ نیٹو طرز کا مسلم ممالک کا عسکری اتحاد بننے تک ابلیسی اتحاد ثلاثہ مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ رکھے گا۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ امریکہ کا سعودی عرب کے ساتھ دفاعی معاہدہ کرنا، نان نیٹو اتحادی بنانا اور F-35 طیاروں جیسی مراعات کی فراہمی کا مقصد اسرائیل کو تسلیم کروانا ہے۔ ڈونلڈ ٹرمپ کے پُرجوش مصافحوں، مسکراہٹوں اور بیانات کی شہ سرخیوں میں امریکی مفادات اور تضادات واضح نظر آتے ہیں۔ غزہ میں قیام امن کے لیے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں پاس ہونے والی قرارداد پر تبصرہ کرتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ ٹرمپ کی طرف سے پیش کردہ غزہ میں قیام امن کا فارمولا فلسطینی مسلمانوں کی خواہشات اور امنگوں کا ترجمان نہیں اور حکومت پاکستان کا اس قرارداد کی حمایت کرنا انتہائی شرم ناک ہے۔ لہٰذا اس قرارداد کے نتیجے میں پاکستان کو مختلف ممالک کی افواج پر مشتمل بین الاقوامی استحکام فورس کا ہرگز حصہ نہیں بننا چاہیے۔ ڈونلڈ ٹرمپ کے نام نہاد امن معاہدے سے غزہ میں امن قائم نہیں ہو سکا کیونکہ اس معاہدے کا ایک فریق، ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل مسلسل ہٹ دھرمی، وعدہ خلافی اور جنگی جرائم کا مرتکب ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ صہیونی فورسز کے مظالم کی وجہ سے آج بھی غزہ میں ہسپتالوں کے ملبے سے فلسطینی شہداء کی لاشیں برآمد ہو رہی ہیں۔ جب تک مسلم ممالک متحد ہو کر نیٹو طرز کا عسکری اتحاد نہیں بنائیں گے اس وقت تک اسرائیل، امریکہ اور بھارت پر مشتمل ابلیسی اتحاد ثلاثہ دنیا بھر کے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کیے رکھے گا۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

اقامت دین کی جدوجہد اُمت کو جوڑنے والی ہے اور یہی تنظیم اسلامی کا مشن ہے۔

جہاں ظلم کا نظام اور نعمتوں کی غیر منصفانہ تقسیم ہوگی وہاں ایک طرف عیاشیاں ہوں گی اور دوسری طرف خودکشیاں۔

محمد مصطفیٰ ﷺ جو نظام دے کر گئے اُس کے نفاذ کی جدوجہد کرنا ہماری ذمہ داری ہے تاکہ ظلم و استحصال کا خاتمہ ہو۔

پاکستان کی بڑی دینی جماعتیں یہ تسلیم کر رہی ہیں کہ اسلامی انقلاب انتخابات کے ذریعے نہیں بلکہ منظم تحریک کے ذریعے آسکتا ہے۔

اللہ کے دین کے نفاذ کے لیے کوئی بھی دینی جماعت دھرنا دے گی تو ہم ساتھ دیں گے۔ ان شاء اللہ!

خصوصی پروگرام ”امیر سے ملاقات“ میں

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے رفقائے تنظیم و احباب کے سوالوں کے جوابات

میزبان: ڈاکٹر انوار علی

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: تنظیم اسلامی اگر الجماعۃ نہیں ہے تو یہ کسی رفیق کی معذرت قبول کیوں نہیں کرتی، چاہے وجہ نظریاتی اختلاف ہی کیوں نہ ہو۔ (طلال احمد، رفیق تنظیم کراچی جنوبی)

امیر تنظیم اسلامی: الجماعۃ کا تصور تو پوری اُمت پر محیط ہے جو نبی اکرم ﷺ کو اللہ کا آخری رسول مانتی ہے اور کلمہ گو ہے۔ تنظیم اسلامی کے لٹریچر میں یہ بات وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ ہم الجماعت نہیں ہیں اور ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے تنظیم اسلامی چھوڑ رہا ہے تو اس کی معذرت قبول کی جائے گی کیونکہ تنظیم اسلامی چھوڑنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی اسلام سے باہر چلا جائے گا۔ تنظیم اسلامی میں شامل ہونے کے لیے چند بنیادی اساسی شرائط ہیں۔ 1۔ تنظیم اسلامی کے عقائد وہی ہیں جو اہل سنت والجماعت کے ہیں۔ 2۔ امیر تنظیم پر ذاتی طور پر اگر اعتماد ہو تو شامل ہو ورنہ نہ ہو۔ 3۔ تنظیم کے فکر سے اتفاق ہو۔ 4۔ تنظیم کے منہج پر اتفاق ہو تو شامل ہو۔ ان اساسی باتوں میں سے کسی پر اختلاف ہو جائے اور علی وجہ البصیرت رفیق سمجھتا ہے کہ وہ تنظیم کے ساتھ نہیں چل سکتا اور معذرت کرتا ہے تو حتیٰ الامکان کوشش ہوتی ہے کہ رفیق کے سوالات کے جوابات دیے جائیں اور کوئی کنفیوژن ہے تو اُسے دور کیا جائے۔ کسی رفیق نے اللہ کی خاطر اجتماعیت میں شمولیت اختیار کی اور محنت اور جدوجہد کی اور کسی اختلاف کی وجہ سے وہ تنظیم چھوڑ رہا ہو تو افسوس تو ہوتا ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی رفیق معذرت چاہتا ہے تو اس کی معذرت قبول کی جاتی ہے اور اس پر یہ بھی واضح کیا جاتا ہے کہ آئندہ اگر کبھی وہ تنظیم میں شامل ہونا چاہے تو بلاتردد شامل ہو، اس کو خوش آمدید کہا جائے گا۔

سوال: کسی بھی فرد، معاشرے اور بالخصوص تنظیم اسلامی کے رفیق کے لیے مالی خودمختاری کس قدر ضروری ہے۔ مالیات کو انفرادی، تنظیمی، ملکی یا اُمت کی سطح پر مدنظر رکھتے ہوئے کیا تنظیم اسلامی اس حوالے سے کوئی عملی اقدامات کرنے میں سنجیدہ ہے؟ (حسیب حامد، ملتزم رفیق، پنجاب شمالی)

امیر تنظیم اسلامی: ایک مسلمان کا بنیادی مسئلہ معاش تو ہے ہی نہیں بلکہ اُس کا اصل مسئلہ آخرت ہے۔ دنیا میں جو رزق اُس کے مقدر میں لکھا گیا ہے، وہ اُسے مل کر رہنا ہے۔ بچہ جب چار مہینے کا ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیج کر اُس میں روح ڈالتا ہے اور اُس کے رزق سمیت چند بنیادی باتیں طے ہو جاتی ہیں۔ جتنا اس کے حصے میں لکھا ہے وہ حاصل کیے بغیر وہ نہیں مرے گا۔ دنیا کی یہ زندگی اصل میں ایک امتحان ہے، کسی کو زیادہ دیا گیا، کسی کو کم، دونوں صورتوں میں آزمائش ہے۔ کون شکر کرتا ہے، کون صبر کرتا ہے، کون اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور کون دولت کو تکبر اور ریا کا ذریعہ بناتا ہے۔ کون حلال ذرائع سے کماتا ہے اور کون دنیا کی حرص میں حرام کماتا ہے۔ آخرت میں سب کو جواب دینا ہوگا اور اعمال کی بنیاد پر آخرت کی زندگی کا فیصلہ ہوگا۔ اسی طرح معاشرے میں اگر ظلم کا نظام ہے، دولت کی غیر منصفانہ تقسیم ہے تو ایک طرف دولت کے ڈھیر ہوں گے، عیاشی ہوگی، کسی کے کتے کے لیے ایئر ایمبولنس آجائے گی، امریکہ اور سنگاپور میں گھوڑوں اور کتوں کا علاج ہوگا اور دوسری طرف غربت، فاقے، محرومیاں، بچوں کا قتل اور خودکشیاں ہوں گی۔ اس ظلم کے نظام کے خاتمے کی جدوجہد کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہمیں صرف اپنے بچوں کا ہی نہیں سوچنا، ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کے اُمتی ہیں، ہمیں پوری اُمت کے بچوں کے بارے میں سوچنا ہے۔ محمد مصطفیٰ ﷺ جو نظام دے کر گئے، اس کو نافذ کرنے کی جدوجہد کرنا ہماری ذمہ داری ہے تاکہ معاشرے میں عدل اور مساوات کا نظام قائم ہو، ظلم و استحصال کا خاتمہ ہو۔ اس جدوجہد کے نتیجے میں ہماری آخرت کی دائمی زندگی سنور جائے گی ان شاء اللہ۔ اس دنیا میں تو چند دن رہنا ہے اور یہاں کرنے کا اصل کام یہی ہے کہ ہم آخرت کو سنوارنے کی کوشش کریں۔ اس دنیا میں جتنا رہنا اتنا ہی سوچیں۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بہت سادہ انداز میں یہی بات بیان کی کہ جب ظلم کا نظام ہو تو وہاں کم سے کم پر گزارا کر لیا جائے اور اپنا دامن ظلم اور حرام سے بچایا جائے اور زیادہ سے زیادہ اپنی جان اور مال اقامت دین کی جدوجہد میں خرچ کی جائے تاکہ اُخروی نجات ممکن ہو۔ اگر انقلاب برپا کرنا ہے تو اپنی ذات سے بڑھ کر سوچنا پڑے گا، بڑا ویژن رکھنا پڑے گا۔ ظلم کے نظام کی وجہ سے ہی ہے کہ اللہ کی عطا کردہ نعمتیں اس کی مخلوق تک نہیں پہنچتیں۔ اس ظلم کے نظام کے خاتمے کے لیے جدوجہد کرنا، اپنا تن من دھن لگانا، اس کام کے لیے ہم جمع ہوئے ہیں۔ اللہ ہمیں اس کا یقین بھی دے اور اس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ آمین!

سوال: خلافت راشدہ کے وقت تو عرب میں ایک قبائلی نظام تھا آج ریاست کی سطح پر خلافت کا نفاذ کیسے ہوگا۔ تنظیم اسلامی یہ نفاذ کیسے کرے گی؟ (انجینئر نعمان آفتاب، مقامی امیر)

امیر تنظیم اسلامی: قبائلی زندگی کے اپنے میکنزم ہوتے ہیں، وہاں کچھ باتیں بڑی اچھی بھی ہوا کرتی تھیں اور کچھ باتیں بہت خراب بھی ہوا کرتی تھیں۔ آج ہم ریاست کی سطح پر آگئے ہیں لیکن قبائلی عصبیتیں آج بھی مختلف علاقوں میں موجود ہیں، رنگ، نسل اور زبان کی بنیاد پر تعصبات اور ریاستوں کے ٹکڑا ہونا، آج کے دور میں بھی

ہمیں دکھائی دے رہا ہے۔ اسی رنگ، نسل، زبان اور قبائل کے فرق کو ایک کلمہ طیبہ نے مٹا کر ہمیں ایک قوم بنایا تھا اور ہم نے اس کلمہ کی بنیاد پر ایک ریاست حاصل کی تھی۔ ریاست میں اسلامی نظام کیسے قائم ہوگا، اس حوالے سے ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے تفصیلی خطابات بھی موجود ہیں۔ عہد حاضر کی اسلامی فلاحی ریاست کے خدوخال کے عنوان سے کتاب بھی موجود ہے۔ ہمارے لیے اُسوہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ منہج انقلاب نبوی ﷺ کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی ہم کسی معاشرے میں اسلام کے نفاذ میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ صرف ایک فرق ہے کہ اس وقت مدمقابل کفار تھے جن کے خلاف قتال کا حکم تھا لیکن آج مدمقابل مسلمان ہیں، لہٰذا تصادم کے مرحلے میں کسی کی جان نہیں لی جائے گی بلکہ اللہ کے دین کے غلبے کے لیے اپنی جانیں قربان کرنا پڑیں گی۔ اس فکر کو اجاگر کرنا ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا بہت عظیم کارنامہ ہے جس کو بڑے بڑے سکالرز نے بھی تسلیم کیا ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے ملک کی دو بڑی دینی سیاسی جماعتیں بھی تسلیم کرتی ہیں کہ اس ملک میں اسلامی انقلاب انتخابی راستے سے نہیں آسکتا، صرف منظم تحریک کے ذریعے ہی اسلام کا نفاذ ممکن ہے۔

سوال: کیا منہج انقلاب نبوی ﷺ آج کے دور میں بھی اُتنا ہی اہم ہے یا حالات کی تبدیلی کے باعث کسی اور منہج کے بارے میں ہمیں سوچنا چاہیے؟ (قاسم فاروق، مبتدی رفیق، لاہور عربی)

امیر تنظیم اسلامی: اللہ کے آخری رسول ﷺ قیامت تک کے لیے پوری انسانیت کے لیے نمونہ ہیں۔ جس طرح آج بھی آپ ﷺ کی اطاعت ہم پر لازم ہے، اسی طرح آپ ﷺ کے منہج کے مطابق اقامت دین کی جدوجہد کی بھی اہمیت ہے۔ تاہم حالات کے مطابق جو تبدیلی لازم ہے وہ ہم پہلے سوال میں بیان کر چکے ہیں کیونکہ قتال کے لیے جو شرائط دین میں بیان ہوئی ہیں وہ ایک مسلمان معاشرے میں پوری نہیں ہوتیں لہٰذا ہم قتال کی بجائے پُرامن اور منظم تحریک کا راستہ اختیار کریں گے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے منہج انقلاب نبوی ﷺ کے حوالے سے بھی خطابات موجود ہیں اور ''رسولِ انقلاب کا طریق انقلاب'' کے عنوان سے اُن کی زندگی کے آخری دنوں کا بہت معروف خطاب بھی موجود ہے، اب کتابی شکل میں بھی موجود ہے، ہمارے تربیتی کورسز میں بھی پڑھایا جاتا ہے۔ اس میں اسلاف کی آراء کا بھی تذکرہ ہے۔ جب 14 اپریل 2010ء کو ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا انتقال ہوا تو جامعہ اشرفیہ لاہور میں مکتبہ دیوبند کے چوٹی کے 250 علماء موجود تھے۔ اُن میں سے بعض حضرات جنازے میں بھی شریک ہوئے۔ ان علماء کے اجلاس میں جو فیصلہ ہوا اس میں لکھا ہے کہ پاکستان میں بڑے مسائل ہیں لیکن سب سے بڑا مسئلہ شریعت کا نافذ نہ ہونا ہے۔ پھر لکھا ہے کہ حکمرانوں کی پالیسیاں غلط ہیں، ان پر غصہ بھی ہمیں آتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہتھیار اُٹھا کر مار دھاڑ شروع کر دیں بلکہ مناسب راستہ غیر مسلح، پُرامن اور منظم تحریک ہے۔ میں تو اس کو قبولیت سمجھتا ہوں، ادھر ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا انتقال ہو رہا ہے اور اُدھر مکتب دیوبند کے چوٹی کے 250 علماء اسی بات پر اتفاق کر رہے ہیں کہ نفاذ شریعت کے لیے پُرامن اور منظم تحریک چلانی چاہیے۔ مفتی تقی عثمانی صاحب کے 2018ء کے ایک خطاب کا وہ حصہ آج بھی سوشل میڈیا پر موجود ہے جس میں انہوں نے علماء سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں علماء سے پوچھتا ہوں کہ آج تک آپ نے کسی منکر کے خلاف تحریک کیوں نہیں چلائی؟ ہمارے حکمرانوں کو انگریز کے دور سے یہ بات سمجھ میں آگئی تھی کہ جو جتنا تگڑا جتھا لے کر آئے گا اس کی بات اتنی ہی زیادہ مانی جائے گی۔ اسی طرح کراچی میں تین جماعتوں (جماعت اسلامی، تحریک اسلامی اور تنظیم اسلامی) کا ایک سیمینار تھا۔ سابق امیر تنظیم اسلامی نے فلائٹ کے ذریعے پہنچنا تھا لیکن موسم کی خرابی کے باعث نہ پہنچ سکے، انہوں نے مجھے شرکت کا حکم دیا۔ میرے بعد جماعت اسلامی کے سابق امیر سید منور حسن نے خطاب کیا اور فرمایا کہ شجاع بھائی نے جس طرح بتایا، ہمیں ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے پُرامن اور منظم تحریک کے فارمولے پر غور کر لینا چاہیے۔ اس کے بعد جماعت اسلامی کے حلقوں سے کم سے کم تین گواہیاں ملی ہیں کہ ہمیں اس فارمولے پر غور کر لینا چاہیے۔ یعنی تمام بڑی دینی جماعتوں کے سرکردہ لوگ بھی تسلیم کر رہے ہیں کہ منہج انقلاب نبوی ﷺ کے مطابق جدوجہد ہی انقلاب کا موثر راستہ ہے البتہ قتال کی بجائے غیر مسلح اور پُرامن تحریک کو اپنایا جائے گا۔

سوال: جس طرح ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بفضل تعالیٰ اپنی دور رس نگاہوں سے بھانپ لیا تھا کہ الیکشن کے ذریعے اسلامی انقلاب نہیں آسکتا، ہمیں احتجاجی سیاست کو اپنانا ہوگا اور اس کے لیے انہوں نے منہج کے مراحل بیان کیے یہ واقعی اُن کا بہت بڑا فکری کارنامہ ہے لیکن کیا موجودہ ملکی اور بین الاقوامی صورتحال میں یہ فارمولہ کارگر ہوگا؟ جبکہ ریاستی ادارے ہر طرح کی تحریک اور احتجاج کو کچلنے کی صلاحیت حاصل کر چکے ہیں۔ شاید اب تحریک کا زمانہ نہیں رہا بلکہ اداروں کا زمانہ آگیا ہے کہ اداروں کے ذریعے ایسے رجال کار تیار کیے جائیں جو حکومت کی اکثر و بیشتر سطحوں پر کام کر رہے ہوں اور حکومتی فیصلوں پر ایک پریشر گروپ کے ذریعے اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہوں؟ (محمد ہارون یونس، ملتزم رفیق، پنجاب پنجابی)

امیر تنظیم اسلامی: اللہ والوں کی ایک ایسی جماعت تیار کی جائے جو اپنے وجود پر دین قائم کر چکے ہوں، منظم ہو کر دین کے نفاذ کا مطالبہ لے کر کھڑے ہوں اور اپنے مقصد کے لیے جان دینے کے لیے تیار ہوں اس سے بڑا پریشر گروپ اور کیا ہوگا؟ ہماری دعوت کا دائرہ کار تمام اداروں اور شعبوں تک پھیلنا چاہیے تاکہ اداروں کے اندر موجود افراد تک بھی ہماری دعوت پہنچے اور پھر اللہ کے لیے کوئی مشکل نہیں کہ انہی اداروں میں ایسے لوگ پیدا ہو جائیں جو اللہ کے دین کے علمبردار بن جائیں۔ منہج انقلاب نبوی ﷺ میں بھی ایسی مثالیں ملتی ہیں، وہی حضرت عمر اور خالد بن ولید ؓ جو پہلے دشمن کی صفوں کی مضبوطی کا باعث تھے، جب اُن تک حق کی دعوت پہنچی تو وہ اللہ کے دین کے علمبردار بن گئے اور اُن کے ذریعے اللہ نے دین کو غلبہ اور قوت بخشی۔ اسی طرح ہماری دعوت جب ہر شعبہ کے لوگوں تک پہنچے گی تو اللہ کرے گا تو وہی لوگ انقلاب لانے میں مرکزی کردار ادا کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ اصل کام دعوت کے میدان میں محنت ہے۔ وہ دعوت قرآن کے ذریعے ہو، بندوں کو آخرت کا طلبگار اور اللہ والا بنانے کی کوشش کرنا، ان کو منظم کرنا، تربیت کرنا پھر صبر محض کے مراحل سے گزرنا، اپنی جان دینے کے لیے تیار رہنا، ان سب مراحل کو نظر انداز کر کے اگر انقلاب لانے کی بات کی جائے گی تو کھوکھلی بات ہوگی۔ جان دیئے بغیر، خون بہائے بغیر اگر انقلاب آتا تو محمد مصطفیٰ ﷺ کا ایک قطرہ نہ بہتا۔ حضور ﷺ کے صحابہ ؓ میں سے کسی کی جان نہ جاتی۔ لہٰذا انقلاب کے راستے پر چلنا ہے تو یہ طے کر لیں کہ اپنی جان بھی دینی پڑے گی۔ شہادت کا جذبہ جب تک نہ ہوگا تحریک کامیاب نہ ہوگی۔

سوال: ڈاکٹر صاحبؒ کے مطابق منہج انقلاب نبوی ﷺ کا آخری مرحلہ دھرنا ہے لیکن آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ بہت سی دینی و سیاسی جماعتیں دھرنے کی کوشش میں ناکام ہو رہی ہیں، جیسا کہ تحریک انصاف اور تحریک لبیک اس میں ناکام ہو چکی ہیں۔ آپ کا دھرنا کیسے کامیاب ہوگا؟ (شاہد جمشید، ملتزم رفیق لاہور غربی)

امیر تنظیم اسلامی: پہلی بات تو یہ ہے کہ جس طرح خلافت جیسا بڑا پیارا لفظ بدنام ہو گیا، اسی طرح دھرنے کا لفظ بھی ہمارے ہاں بدنام ہو چکا ہے۔ پورے

منہج کو الگ رکھ کر اگر ہم صرف دھرنے پر فوکس کریں گے تو ظاہر ہے کنفیوژن ہوں گے۔ جن دو جماعتوں کا آپ نے ذکر کیا اُن کا یہ دعویٰ ہی نہیں تھا کہ وہ اقامتِ دین کے لیے کھڑے ہوئے ہیں۔ اس کے برعکس تنظیم اسلامی اپنا تعارف کرواتی ہے کہ ہم معروف معنوں میں نہ تو مذہبی فرقہ ہیں اور نہ ہی سیاسی جماعت بلکہ ہم مسلک سے بالاتر ہوکر پورے دین کے نفاذ کی بات کرتے ہیں۔ ریاستی جبر یا حکومتی ناانصافیاں اپنی جگہ ہیں لیکن جب آپ اللہ کے دین کے نفاذ کا مطالبہ لے کر کھڑے ہوں گے تو پھر ہر طرح کی صورتحال کے لیے بھی تیار رہنا ہوگا۔ البتہ حکمت عملی ایسی بنائی جائے تا کہ ریاست کے لیے اس تحریک کو کچلنا آسان نہ ہو۔ اگر ایک ہی جگہ آپ اپنی ساری قوت جمع کر دیں گے تو لازماً وہ کچل دی جائے گی۔ اس ضمن میں حالات کے مطابق مشاورت کے بعد حکمت عملی اختیار کی جاسکتی ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ تمہارے پاس اتنی افرادی قوت تو لازماً ہونی چاہیے کہ ریاست اقدام کرنے سے پہلے سو بار سوچے کہ کتنوں کو شہید کیا جائے، کتنوں کو جیلوں میں ڈالا جائے گا، ریاست تھک جائے لیکن تحریک نہ رُکے۔ اس میں بھی اہم بات یہ ہے کہ تحریک پُرامن اور غیر مسلح ہو تا کہ ریاست کو جواز ہی نہ مل سکے۔ بلا جواز اگر ریاست ظلم کرے گی تو اس کا فائدہ تحریک کو ہوگا۔ اس کے برعکس اگر آپ تشدد کا راستہ اختیار کریں گے تو ریاست کو جواز مل جائے گا اور آپ ناکام ہو جائیں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ تحریک کے کارکن سمع و طاعت کے خوگر ہوں، اپنے نفس پر دین کو غالب کر چکے ہوں، ان کا مقصود اللہ کی رضا ہو، اللہ کے لیے ہی اپنی جان قربان کرنے کو تیار ہوں، پورے منہج کے مطابق تربیتی مراحل سے گزر چکے ہوں تو ان شاء اللہ وہ کامیاب ہوں گے۔ اللہ کا دین تو پورے روئے ارضی پر قائم ہو کر رہنا ہے۔ ہم نے صرف اپنے حصے کا کام کرنا ہے، جو ہماری بساط میں ہے وہ ہم کر گئے تو ان شاء اللہ آخرت میں کامیاب ہو جائیں گے۔

سوال: ڈاکٹر اسرار احمدؒ کہتے تھے کہ ایک وقت میں فوج گولیاں چلانا چھوڑ دے گی، ہمیں تو نہیں لگتا کہ فوج گولیاں چلانا چھوڑے گی، ہمیں تو یہ لگتا ہے کہ تمام کو ختم کردے گی۔ کیا ڈاکٹر صاحبؒ نے فوج کے حوالے سے غلط رائے تو نہیں قائم کرلی تھی؟ (عبداللہ، مبتدی رفیق بیرون پاکستان)

امیر تنظیم اسلامی: اس ضمن میں کئی امکانات ہیں جن کا ذکر ڈاکٹر صاحبؒ نے بھی کیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ فوج کے لوگ بھی ہمارے لوگ ہیں۔ کوئی خدا واسطے کی دشمنی نہیں ہے۔ ہمارا پہلا کام ہے دعوت دینا۔ ہر کسی کو دیں گے چاہے وہ فوج کے لوگ ہوں، سیاسی ایوانوں میں بیٹھے لوگ ہوں۔ سب تک ہماری دعوت پہنچنی چاہیے۔ اُن کو پتہ ہو کہ ہم کس پر گولی چلا رہے ہیں، ان کو معلوم ہو کہ ہمارے سامنے وہ لوگ کھڑے ہیں جو کسی کے اشارے پر نہیں آئے، اُن کا مقصد کرسی، اقتدار، پیسہ، لالچ ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی رضا کے حصول کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں۔ یہ تب ہوگا جب آپ اپنے قول و فعل اور کردار سے اپنی دعوت اُن تک پہنچائیں گے۔ دوسرا امکان یہ بھی ہے کہ شہید ہو جائیں۔ اللہ کی راہ میں انبیاءؑ بھی شہید ہوئے ہیں، صحابہؓ بھی شہید ہوئے ہیں، ہماری کیا حیثیت ہے۔ اگر ہم منظم ہیں، تربیت یافتہ ہیں، جانیں دینے کو تیار ہیں اور تعداد اتنی ہے کہ حکومت سوچنے پر مجبور ہو جائے۔ ایران میں 30 ہزار لوگوں نے شہادتیں پیش کیں، تب بادشاہ کے لیے حکومت کو برقرار رکھنا ممکن ہی نہ رہا۔ ظلم کی بھی ایک حد ہوتی ہے، حد سے بڑھ جائے تو مٹ جاتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں جان دینے کے لیے تیار ہوں۔ کیونکہ شہادت کا رتبہ دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہے۔ اللہ فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝﴾ (البقرة) ''اور مت کہو اُن کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں کہ وہ مردہ ہیں۔ (وہ مردہ نہیں ہیں) بلکہ زندہ ہیں، لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں ہے۔''

شہادت ہماری دائمی کامیابی کا ذریعہ ہوگی۔ ان شاءاللہ۔ تیسرا امکان ڈاکٹر صاحبؒ یہ بیان کرتے تھے کہ ہوسکتا ہے پوری تحریک کو کچل دیا جائے، اکثریت شہید ہو جائے۔ اس صورت میں بھی ہماری قربانی رائیگاں نہیں جائے گی بلکہ ان شہادتوں کے طفیل اللہ تعالیٰ مزید لوگوں کو کھڑا کردے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بشارت دی ہے کہ اللہ کا دین پوری دنیا پر غالب ہو کر رہے گا۔ اس سے بڑی کامیابی کیا ہوگی کہ آپ نے اس جدوجہد میں اپنی زندگی اور جان لگا دی۔ اس کے بدلے میں دائمی زندگی ہماری منتظر ہوگی۔ ان شاءاللہ

سوال: جب دینی جماعتیں دھرنے کے لیے نکلتی ہیں تو ہم ان کا ساتھ کیوں نہیں دیتے، اتحاد کیوں نہیں کرتے؟ (گوجرانوالہ ڈویژن، عبدالرحمٰن ملتزم رفیق)

امیر تنظیم اسلامی: ہم دین کے جامع تصور کی بات کرتے ہیں تو ظاہر ہے اتحادِ اُمت کی ترجیح ہمارے ہاں سب سے بڑھ کر ہے۔ اس سال بھی یکم تا 22 اگست ہم نے اتحادِ اُمت کے نام سے ایک ملک گیر مہم چلائی اور تمام دینی جماعتوں کو بھی دعوت دی۔ مفتی شفیع صاحبؒ کی کتاب وحدت اُمت جتنی ہمارے ہاں شائع ہوتی ہے اُتنی دیوبند مکتب میں بھی نہیں ہوگی۔ جہاں تک دھرنے میں شرکت کا سوال ہے تو ہم کہتے ہیں کہ مشترکات پر اگر کوئی دھرنا ہو تو ہم لازماً شرکت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: ﴿قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاۗءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ﴾ (آل عمران:64) ''(اے نبی ﷺ) کہہ دیجیے: اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان بالکل برابر ہے' کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں۔''

مشترکات پر ہم ایک ساتھ کھڑے ہوں گے۔ ملی یکجہتی کونسل جو شیعہ سنی فساد روکنے کے لیے قائم کی گئی تھی اس میں ہم بھی شامل ہیں۔ اس فورم پر جتنے بھی اہل سنت حضرات ہیں، انہوں نے واضح کیا ہے کہ اس شمولیت کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم نے اپنے عقائد بدل لیے ہیں۔ عقائد اپنی جگہ پر ہیں لیکن فساد کا راستہ روکنا چونکہ مشترکہ فریضہ ہے اس مقصد کے لیے ہم ساتھ کھڑے ہیں۔ اسی طرح سود کے خاتمہ کے لیے جو عدالتی جنگ لڑی گئی اُس میں تنظیم اسلامی اور جماعت اسلامی ساتھ ساتھ کھڑے رہے۔ 2022ء میں 26 رمضان کو جب عدالتی فیصلہ آیا تو پریس کانفرنس میں سراج الحق صاحب کے ساتھ میں بھی موجود تھا۔ انہوں نے پہلے مجھے گفتگو کی دعوت دی۔ اسی طرح کچھ کیسز میں ہم جمعیت علماء اسلام کے ساتھ بھی کھڑے رہے۔ قرآن میں اللہ فرماتا ہے: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠﴾ (آل عمران:103) ''اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو مل جل کر اور تفرقے میں نہ پڑو۔''

قرآن ہی اللہ کی رسی ہے جو اُمت کو جوڑنے والی ہے۔ تنظیم اسلامی اسی قرآن کی دعوت کو عام کر رہی ہے۔ اسی طرح اقامت دین کی جدوجہد اُمت کو جوڑنے والی ہے اور یہی تنظیم اسلامی کا مشن ہے۔ کسی منکر کے خلاف دھرنا ہو، اقامت دین کی جدوجہد کے لیے دھرنا ہو تو ہم شرکت کریں گے لیکن اس وقت معروف معنوں میں جو دھرنے ہو رہے ہیں وہ ان مقاصد کے لیے ہرگز نہیں ہیں۔ سیاست، اقتدار، کرسی، پارٹی کے مفاد کے لیے تو دھرنے ہو رہے ہیں لیکن اللہ کے دین کے لیے نہیں ہو رہے۔

سوال: اس وقت الیکٹرانک میڈیا اور سوشل میڈیا حکومت کے کنٹرول میں ہیں اور ان کے ذریعے حکومت آسانی سے رائے عامہ ہموار کرسکتی ہے کہ اقامت دین کی جدوجہد کرنے والے دہشت گرد ہیں تو اس صورت میں دعوت کی حکمت عملی کیا ہونی چاہیے؟ (فیضان حسن ملتزم رفیق لاہور)

امیر تنظیم اسلامی: اگر میں اور آپ اللہ کے لیے کام کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ خود راستے کھول دے گا۔ اخلاص کو نہ بھولیں۔ سابق امیر تنظیم اسلامی اسی وجہ سے سب سے پہلے اللہ کے ساتھ تعلق پر زور دیتے تھے۔ مولانا زاہد الراشدی صاحب بڑے دانشور عالم ہیں۔ فرماتے ہیں یہ ساری جنگ اللہ کے لیے ہے۔ اسی لیے تو اللہ فرماتا ہے: ﴿كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ﴾ (الصف: 14) ''اے اہل ایمان! تم اللہ کے مددگار بن جاؤ۔''

جو دستیاب اسباب ہیں ان کو استعمال میں لاتے ہوئے اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے استعمال کرو، باقی سب کچھ اللہ پر چھوڑ دو۔ جو اللہ کے دشمن ہیں ان سے نمٹنے کے لیے اللہ کافی ہے۔ وہ تمہارے خلاف جو بھی پروپیگنڈا کریں، تمہیں دہشت گرد قرار دیں، تمہیں شہید کر دیں، یہ تمہارے لیے سعادت کی بات ہوگی جبکہ مخالف کی بدبختی کی علامت ہوگی۔ اللہ فرماتا ہے: ((اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)) (صحیح مسلم) ''اے اللہ! جو تو دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں، اور جو تو روکے اس کا کوئی دینے والا نہیں، اور کسی مالدار کو تیرے عذاب سے اس کی مالداری نہیں بچا سکتی۔''

اللہ کے اختیار کے مقابلے میں کسی کا اختیار کام آنے والا نہیں۔ آپ اپنے الفاظ سے زیادہ اپنے عمل اور کردار سے دین کی دعوت پیش کریں، شرعی حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے اور تنظیمی مزاج اور وقار کا خیال رکھتے ہوئے ہم سوشل میڈیا کو بھی استعمال کریں اور نتائج اللہ پر چھوڑ دیں۔ پاکستان میں ابھی بھی غنیمت ہے کہ ہم یہاں دین کی دعوت کھل کر پیش کر سکتے ہیں، ملائیشیا میں ڈاکٹر ذاکر نائیک نے بادشاہت کے متعلق دو الفاظ کہے، انہیں چپ کرا دیا گیا۔ ہمیں ان مواقع سے فائدہ اُٹھانا چاہیے۔ اگر ہماری دعوت کا انداز معیاری ہوگا تو ضرور اثر کرے گا۔ کراچی میں ایک مرتبہ سود کے خلاف تنظیم اسلامی کا مظاہرہ ہو رہا تھا، سڑک کی دونوں جانب پلے کارڈز اُٹھائے رفقاء کھڑے تھے اور ٹریفک رواں دواں تھی، مسافروں کے لیے کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ ایک انگریز خاتون اُدھر سے گزری اُس نے یہ منظر دیکھا اور سوشل میڈیا پر شیئر کیا اور ساتھ لکھا کہ یہ احتجاج کا کس قدر مثالی اور متاثر کن انداز ہے۔ اسی طرح کئی مرتبہ پولیس آفسران نے کہا کہ آپ لوگوں کا انداز بہت بہترین ہے جس سے ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے 1985ء سے یہ طے کر دیا ہے ہماری تنظیم کے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہوگا نہ ہی اسلحہ کی تربیت دی جائے گی۔ یہ چیز ہمارے ڈاکومنٹس میں موجود ہے۔ اسی طرح اگر ہم اپنے دعوت عمل کو مثالی بنائیں گے تو ان شاء اللہ نتائج بھی اچھے آئیں گے۔

سوال: آج کل سوشل میڈیا پر علماء کرام اور مفتیان کرام ایک دوسرے کے خلاف برسر پیکار نظر آتے ہیں جس کی وجہ سے ملک میں انتشار پھیل رہا ہے اور لوگ دین سے دور ہو رہے ہیں۔ علماء اور مفتیان کرام کو کیسے سمجھایا جائے کہ اس طرح دین کا نقصان نہ کریں؟ (محمد عبداللہ ملتزم رفیق کراچی وسطی)

امیر تنظیم اسلامی: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: سب سے زیادہ جہنم میں لے جانے والی چیز زبان ہے۔ آج کے دور میں اس سے مراد تحریر و تقریر لی جا سکتی ہے۔ اگر تقویٰ نہ ہو تو پھسلنے کے جتنے مواقع آج ہیں پہلے کبھی نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔ سوشل میڈیا پر جو کچھ ہو رہا ہے، ایک تو ریٹنگ بڑھانے کے لیے، پیسے کمانے کے لیے، ویوز بڑھانے کے لیے ایسی متنازعہ چیزیں جان بوجھ کر بھی کی جاتی ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ہر اُمت کا کوئی نہ کوئی فتنہ تھا میری اُمت کا فتنہ مال ہے۔ شاہ ولی اللہؒ اور امام غزالیؒ کا قول ہے اور دیگر بھی کئی اسلاف نے فرمایا کہ مسلک ترجیح کے لیے ہے، تبلیغ صرف دین کی ہونی چاہیے۔ یعنی اختلافی مسائل کو چھیڑنے کی بجائے آپ دین کی طرف لوگوں کو بلائیں، نماز کی فضیلت بیان کریں، نماز چھوڑنے کی جو وعید بیان ہوئی ہے اس کا ذکر کریں، اس بحث کو ہی چھوڑ دیں کہ ہاتھ اوپر باندھنے ہیں یا نیچے۔ اہم مسلک نہیں بلکہ دین ہے۔ مشترکات کی بات کریں، اختلافات کو نہ چھیڑیں۔ تفرقہ بازی سے دین کو نقصان پہنچتا ہے۔ بعض علماء نے خود بیان کیا کہ آج جبکہ اُمت مغلوب ہے ہم کیوں اختلافات اور انتشار کو ہوا دے رہے ہیں۔ اللہ ہم سب کو بھی احتیاط کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جزاکم اللہ خیراً کثیرا۔ ❀❀❀

مرکزی انجمن خدام القرآن۔شعبہ تحقیق اسلامی

موبائل فون ایپس

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تمام کتابیں موبائل فون پر مطالعہ کرنے کے لیے گوگل پلے سٹور پر:

Tanzeem Digital Library

بیان القرآن کی آفیشل ایپ حاصل کرنے کے لیے گوگل پلے سٹور پر:

Dr Israr Ahmad IRTS-Bayan ul Quran

محترم پروفیسر حافظ احمد یار۔لغات و اعرابِ قرآن
اور ترکیب قرآن پر ایپ سے استفادہ کے لیے گوگل پلے سٹور پر:

Lughat o Aerab e Quran

آئی فون ایپس

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تمام کتابیں موبائل فون پر مطالعہ کرنے کے لیے ایپ سٹور پر:

Tanzeem Digital Library

بیان القرآن کی آفیشل ایپ حاصل کرنے کے لیے ایپ سٹور پر:

Dr Israr Ahmad-Bayan ul Quran

محترم پروفیسر حافظ احمد یار۔لغات و اعرابِ قرآن
اور ترکیب قرآن پر ایپ سے استفادہ کے لیے ایپ سٹور پر:

Professor Hafiz Ahmed Yar

دبئی کی سونے کی منڈی کی چمک کے پیچھے دارفور کے جلے ہوئے گھر اور سوڈانیوں کی اجتماعی قبریں ہیں: ڈاکٹر عطاء الرحمان عارف

گزشتہ پاک بھارت معرکہ ایک بڑی جنگ کے لیے ریہرسل تھا، اصل جنگ اب ہوگی: ایوب بیگ مرزا

وہ مقصد جس کے لیے یہ ملک حاصل کیا گیا تھا کہ یہاں عدل، حریت، اخوت اور مساوات کا نظام قائم ہوگا، 27ویں آئینی ترمیم کے ذریعے وہ مقصد رخصت ہو جائے گا: خورشید انجم

ٹرمپ نے صہیونیوں کی فیس سیونگ کے لیے امن معاہدہ کے نام پر نیا ڈھونگ رچایا ہے تاکہ دیگر ممالک کو اپنے ساتھ ملا سکیں: رضاء الحق

"عالم اسلام کے مسائل اور اُن کا حل"

پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: غزہ امن معاہدے کے بعد مشرق وسطیٰ کی تازہ ترین صورتحال کیا ہے اور امن معاہدے کے بعد اسرائیل کی جانب سے جو خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں، اُن پر حماس کا کیا ردعمل ہے؟

رضاء الحق: بنیادی بات یہ ہے کہ اسرائیل نہیں چاہتا کہ خطے میں امن ہو کیونکہ اس کا گریٹر اسرائیل کا منصوبہ ہے، اس کے لیے اُس نے مسجد اقصیٰ کو منہدم کرنا ہے، اردگرد کے مسلم ممالک پر قبضہ بھی اس کے منصوبے کا حصہ ہے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ تو بہت عرصہ پہلے تذکرہ فرما چکے تھے کہ گریٹر اسرائیل کے منصوبے کے لیے خطے میں جنگیں ہوں گی۔ درحقیقت اس وقت دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے، حتیٰ کہ ٹرمپ کا اقتدار میں آنا اور غزہ امن منصوبہ، ٹرمپ کے نائب جیمز ونس کے بیانات، پاکستان سمیت مسلم ممالک پر بڑھتا ہوا دباؤ وغیرہ یہ ساری چیزیں ایک منصوبے کے گرد گھوم رہی ہیں جو کہ صہیونی منصوبہ ہے۔ اب تو اسرائیلی اعلیٰ عہدیدار سرے عام اس صہیونی منصوبے کا اعلان کر رہے ہیں۔ جیسا کہ نتین یاہو نے گریٹر اسرائیل کے قیام کو اپنا تاریخی اور روحانی مشن قرار دیا۔ اسی مشن کے تحت وہ غزہ اور مغربی کنارے میں مسلمانوں کا بے دریغ لہو بہا رہے ہیں اور آس پاس کے مسلم ممالک پر بھی حملے کر رہے ہیں۔ امریکہ اور بھارت اسرائیل کے فطری اتحادی ہیں اور وہ پاکستان پر بھی مشرقی اور مغربی بارڈر سے جنگ مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ اصل میں گریٹر اسرائیل کا صہیونی منصوبہ ہی عالمی امن کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ جہاں وہ جنگ کے ذریعے اپنے مقاصد حاصل کر سکتے ہیں وہاں جنگ کر رہے ہیں اور جہاں مذاکرات اور معاہدوں کے ذریعے اپنے مقاصد حاصل کر سکتے ہیں، وہاں معاہدے کر رہے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ ابراہم اکارڈز کے نام پر انہوں نے کئی مسلم ممالک کو رام کر لیا۔ اُن کا آخری ہدف ایک ایسی عالمی بادشاہت ہے جس کا مرکز یروشلم ہوگا اور وہاں سے بیٹھ کر ان کا مسایاح (دجال) پوری دنیا پر حکومت کرے گا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے احادیث کی روشنی میں اس بات کو کئی مرتبہ بیان کیا کہ دجال پہلے نبوت کا دعویٰ کرے گا اور پھر خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ وہ خود کو ایک روحانی شخصیت کے طور پر پیش کرے گا اور خود کو مسیح ابن مریم کہے گا۔ یہود نے حضرت عیسیٰؑ کو نہیں مانا لہٰذا وہ اس جعلی مسیح کو اپنا نجات دہندہ سمجھ رہے ہیں اور اس کی عالمی بادشاہت کے لیے پوری دنیا کی سیاست، معیشت اور

مرتب: محمد رفیق چودھری

معاشرت کو اپنے کنٹرول میں کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے وہ تھرڈ ٹیمپل کو تعمیر کرنا چاہتے ہیں اور یہ سب کچھ وہ مذہبی بنیادوں پر کر رہے ہیں۔ امریکہ، یورپ اور بھارت سمیت دنیا بھر کے حکمران ان کے معاشی اور سیاسی چنگل میں پھنس کر ان کے مہرے بن چکے ہیں۔ اسرائیل ان سے جو کروانا چاہتا ہے، وہ وہی کچھ کرتے ہیں۔ دو سال تک اسرائیل نے غزہ پر جو قیامت ڈھائی ہے، اس پر دنیا بھر کے حکمران نہ صرف خاموش رہے بلکہ بعض اسرائیل کی مدد بھی کرتے رہے لیکن سوشل میڈیا کے ذریعے اسرائیل کے مظالم جب سامنے آئے تو یورپ اور امریکہ کے عوام بھی اسرائیل کے خلاف سڑکوں پر نکل آئے۔ لہٰذا اپنی فیس سیونگ کے لیے امن معاہدہ کے نام پر اُنہوں نے ایک نیا ڈھونگ رچایا ہے جس کے تحت وہ مسلم ممالک کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ وہ اسرائیل کو تسلیم کر لیں۔ جہاں تک تحریک مزاحمت کا تعلق ہے تو وہ جاری رہے گی کیونکہ احادیث میں ذکر موجود ہے کہ بلادِ شام میں قیامت تک جہاد جاری رہے گا۔ ایک منصوبہ اللہ کا ہے اور ایک کفار کا ہے۔ آخر میں اللہ کا منصوبہ ہی کامیاب ہوگا ان شاء اللہ۔

سوال: ڈونلڈ ٹرمپ کے پہلے دورِ حکومت میں ابراہم اکارڈز کے نام پر کچھ ممالک کو امریکہ اور اسرائیل نے اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ اب ٹرمپ کے نام نہاد امن معاہدہ کے بعد دوبارہ ابراہم اکارڈز کی باتیں سامنے آرہی ہیں، ابراہم اکارڈز کا منصوبہ اب کس مرحلے پر ہے اور کیا مستقبل میں سعودی عرب اور پاکستان بھی ابراہم اکارڈز کا حصہ بننے والے ہیں؟

رضاء الحق: ابراہم اکارڈ کا منصوبہ ڈونلڈ ٹرمپ کے پہلے دورِ حکومت میں اس کے یہودی داماد جیرڈ کشنر نے تیار کیا تھا اور ٹرمپ نے امریکی طاقت کا استعمال کرتے ہوئے کچھ عرب اور افریقی ممالک سے اسرائیل کو تسلیم کروا لیا تھا۔ اس ضمن میں کچھ وعدے بھی کیے گئے تھے، مثلاً متحدہ عرب امارات سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر وہ اسرائیل کو تسلیم کر لے تو اسرائیل مغربی کنارے پر حملے نہیں کرے گا۔ اُس نے تسلیم کر لیا مگر حملے ابھی تک جاری ہیں۔ سعودی عرب اور پاکستان کے بارے میں وہ جانتے ہیں کہ انہیں اسلحہ کے زور پر زیر نہیں کیا جا سکتا، اس لیے وہ ان کو کچھ مراعات دے کر رام کرنے کی کوشش کریں گے۔ ان دونوں کے ممالک کی اشرافیہ میں سے ایسے لوگوں کو آگے لایا جائے گا جو امریکی منصوبے کا ساتھ دیں گے۔ اللہ نہ کرے کہ ایسا ہو۔ لیکن سعودی عرب کی واشنگٹن میں مشیر ریما بنت بندر اور سعودی وزیر خارجہ کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ تسلیم کرنے کی بات ہو رہی ہے۔ اگر ایسا ہوا تو پاکستان پر بھی پریشر بڑھے گا۔

سوال: پہلگام واقعہ کے بعد بھارت اور پاکستان کے درمیان جو جنگ ہوئی اس میں اسرائیل نے بھارت کی

کھل کر مدد کی تھی لیکن بھارت کو شکست ہوئی جس کے بعد بھارت آپریشن سندور 2 کی تیاریاں کر رہا ہے۔ ان حالات میں امریکہ اور بھارت کے درمیان دفاعی معاہدہ ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میری رائے میں وہ پاک بھارت جنگ نہیں تھی بلکہ آئندہ ہونے والی باقاعدہ جنگ کے لیے ایک ریہرسل تھی، ایک تصادم تھا اور اس کی ساری منصوبہ بندی ندیدہ قوتوں نے کی تھی جو یہ دیکھنا چاہتی تھیں کہ پاکستان میں کتنا دم ہے اور انڈیا میں جنگ لڑنے کی کتنی صلاحیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب انڈیا کی شکست واضح طور پر نظر آنا شروع ہوئی تو امریکہ نے فوراً مداخلت کر کے جنگ رکوادی۔ اس مرحلے میں امریکہ اور اسرائیل نے بھارت کی کوئی خاص مدد نہیں کی۔ درحقیقت عالمی قوتیں یہ اندازہ لگانا چاہتی تھیں کہ کل اگر واقعتاً بڑی جنگ شروع ہوگی تو اس وقت پاکستان کس حد تک اپنا دفاع کرے گا۔ ٹرمپ نے نریندر مودی اور بھارت کے خلاف بہت بیان بازی کی لیکن اس کے باوجود انڈیا کی شرائط پر اُس سے دفاعی معاہدہ بھی کرلیا۔ انہیں معلوم ہے کہ چین پاکستان کی مدد کر رہا ہے اور دونوں کا مقابلہ اکیلا بھارت نہیں کرسکتا۔ لہٰذا اب بھارت اور پاکستان کے درمیان جو جنگ ہوگی اس میں امریکہ اور اسرائیل کھل کر بھارت کا ساتھ دیں گے اور یہ جنگ محض فضائی نہیں ہوگی بلکہ کسی اور انداز میں ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ بھارتی افواج نے سندھ کا رُخ کرلیا ہے۔ یعنی اب بحری جنگ بھی ہوگی اور زور دار زمینی حملے بھی ہوں گے لیکن پاکستان فضائی صلاحیت کو استعمال کر کے اس حملے کو روک سکتا ہے۔ البتہ بھارت کے پاس بہت زیادہ جنگی ساز وسامان ہے اور اسے امریکہ اور اسرائیل کی بھی بھرپور مدد حاصل ہوگی اس لیے یہ معرکہ بہت سخت ہوگا۔

سوال: سوڈان میں مسلمانوں کا بہت زیادہ خون بہایا جارہا ہے لیکن عالمی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا اس پر خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ OIC، عرب لیگ اور افریقین یونین بھی خاموش ہیں۔ یہ خاموشی کیوں ہے اور اس لڑائی کی وجہ کیا ہے؟

ڈاکٹر عطاء الرحمان عارف: سوڈان افریقہ کا دل ہے اور دنیا کے انتہائی قدیم ترین ممالک میں سے ایک ہے۔ مصر کے جنوب میں دریائے نیل کے کنارے آباد یہ سرزمین ہے مصر اور صحارا کے درمیان تہذیبی پُل کا کام کرتی ہے۔ قبل از اسلام یہاں کش اور نوبیا کی دو سلطنتیں تھیں۔ اسلام لانے کے بعد وہاں عدل وانصاف قائم ہوا۔ لیکن جب عالم اسلام کمزور ہوگیا تو برطانیہ نے مصر کے ساتھ مل کر ایک اینگلو ایجپشن کنڈومین قائم کرلی اور بہت زیادہ مظالم ڈھائے گئے۔ محمد احمد مہدی نے برطانوی استعمار کے خلاف جدوجہد کی لیکن اُن کی لاش کو قبر سے نکال کر دریائے نیل میں بہادیا گیا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد استعماری قوتیں کمزور ہوئیں اور 1956ء میں سوڈان کو آزادی ملی لیکن سیاسی استحکام نہیں آیا۔ 1958ء میں پاکستان کی طرح ہی سوڈان پر بھی فوجی حکومت مسلط ہو گئی۔ اس کے بعد 63 برس تک تین جرنیل یکے بعد دیگرے سوڈان کے اقتدار پر قابض رہے۔ نوآبادیاتی

> **پاکستان کا آئین 26 ویں ترمیم میں ہی وفات پا گیا تھا، اب 27 ویں ترمیم کے ذریعے اس کی آخری رسومات ادا کی گئی ہیں۔**

نظام کے بعد اقتدار کے کنٹرول کا یہ طریقہ پاکستان میں آزمایا گیا۔ البتہ 1989ء میں جب جنرل عمر بشیر نے اقتدار سنبھالا تو ان کو ڈاکٹر حسن ترابی نے سپورٹ کیا جو کہ ان کے فکری رفیق تھے۔ انہوں نے سوڈان میں ایک اسلامی ریاست کا نمونہ پیش کیا اور الحمدللہ وہاں پر شریعت کے احکامات نافذ ہوئے۔ مغرب کو یہ ہرگز پسند نہیں تھا۔ لہٰذا جنوبی سوڈان کے عیسائیوں کو مغرب نے اسلحہ فراہم کیا اور خانہ جنگی شروع ہوگئی۔ یہاں تک کہ 2018ء میں عوام جنرل عمر بشیر کے خلاف سڑکوں پر نکل آئے اور اس کی حکومت ختم ہوگئی۔ اس کے بعد ان دو جرنیلوں کے درمیان لڑائی شروع ہوگئی جنہوں نے عمر بشیر کو اقتدار سے ہٹایا تھا۔ سرکاری فوج کے مقابلے میں ایک نیم فوجی تنظیم RSF بن گئی اور آپس کی اسی لڑائی کے نتیجہ میں آج سوڈان میں مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمان کا خون بہہ رہا ہے۔ اقوام متحدہ کی رپورٹس کے مطابق اب تک 16 ہزار سے زائد افراد ہلاک ہوچکے ہیں۔ 9 ملین لوگ بے گھر ہو چکے ہیں۔ جبکہ بی بی سی کی رپورٹ یہ کہتی ہے کہ 60 ہزار لوگ شہید ہوئے ہیں اور 20 ملین لوگ بے گھر ہوچکے ہیں۔ غذائی قلت کی وجہ سے قحط جیسی صورتحال پیدا ہو چکی ہے۔ حالانکہ سوڈان خوراک کی پیداوار اور معدنیات کے لحاظ سے دنیا کی بہترین سرزمین ہے لیکن اس کا فائدہ روس اور متحدہ عرب امارات اُٹھا رہے ہیں۔ صرف 2024ء میں 29 ٹن سونا سوڈان سے غیر قانونی طور پر متحدہ عرب امارات منتقل کیا گیا ہے۔ یعنی دبئی کی سونے کی منڈی کی چمک کے پیچھے دارفور کے جلے ہوئے گھر اور اجتماعی قبریں ہیں۔ دوسری طرف مصر سرکاری فوج کی مدد کر رہا تھا۔ خوفناک ترین پہلو یہ ہے کہ دنیا کی زرخیز ترین زمین آج مقامی کسانوں کے بجائے غیر ملکی کمپنیوں کے قبضے میں ہے۔ اماراتی اور سعودی کمپنیاں وہاں لاکھوں ہیکٹر زمین پر چارہ اور برآمدی فصلیں اُگاتی ہیں۔ جبکہ ورلڈ فوڈ پروگرام کے مطابق 20 ملین سے زیادہ سوڈانی غذائی قلت کا شکار ہیں۔ انسانیت کے ساتھ اس سارے کھلواڑ کی بنیادی وجہ صہیونیوں کی عالمی حکومت کا خواب ہے جس کو پورا کرنے کے لیے مسلم ممالک کو مختلف طریقوں سے کمزور کیا جارہا ہے اور ان میں ایک طریقہ وہ خانہ جنگی بھی ہے جس کا سامنا اس وقت سوڈان کے مسلمانوں کو ہے۔ دنیا اس پر خاموش ہے کیونکہ عالمی میڈیا کی شہ رگ بھی یہود کے کنٹرول میں ہے۔

سوال: ایک رائے یہ بھی سامنے آرہی ہے کہ جو کچھ سوڈان میں ہورہا ہے وہ بھی گریٹر اسرائیل کے منصوبے کا حصہ ہے، کیا آپ اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟

ڈاکٹر عطاء الرحمان عارف: جی بالکل! سوڈان سونے کی سرزمین ہے، غذائی پیداوار کی سرزمین ہے، معدنیات کی سرزمین ہے لہٰذا اس خطے پر بالواسطہ قبضہ بھی صہیونی منصوبے کا حصہ ہے۔ مشرقِ وسطیٰ کو تو اسرائیل نے کہیں جنگ کے ذریعے، کہیں دھونس اور دھمکی کی ذریعے اور کہیں اشرافیہ کو استعمال کر کے کنٹرول کرلیا ہے، اب شمال مشرقی افریقہ پر بھی اُس کی نظر ہے۔ تاریخی طور پر دیکھا جائے تو وہاں دو قومیں ہمیشہ آپس میں برسرپیکار رہی ہیں۔ صرف اسلامی دور ہی ایسا تھا جب یہ مسلمان ہو کر باہم شیر وشکر ہو گئے تھے لیکن اب صہیونی مفادات کے تحت ان کو دوبارہ آپس میں لڑایا جارہا ہے۔

سوال: امریکہ کے خلاف 20 سالہ افغان جنگ میں پاکستان نے ہر طرح سے افغانستان کی مدد کی، کئی لاکھ افغان مہاجرین کو پاکستان میں نہ صرف پناہ دی بلکہ انہیں اپنے بھائیوں کی طرح ترقی اور روزگار کے تمام مواقع فراہم کیے، افغان طالبان کی بھی مالی اور اخلاقی مدد کی۔ اس فورم سے بھی ہم نے ہمیشہ افغان طالبان کے حق میں آواز اُٹھائی، ہمیں توقع تھی کہ جب افغان طالبان کی حکومت بحال ہوگی تو وہ پاکستان کے ساتھ برادرانہ تعلق قائم رکھیں گے اور ہمارا مغربی بارڈر محفوظ ہو جائے گا۔ لیکن بدقسمتی سے جب سے افغان طالبان دوبارہ اقتدار میں آئے ہیں، اُس وقت سے لے کر اب تک پاکستان اور افغانستان کے درمیان مسلسل بڑھتی ہوئی کشیدگی کی جنگ کی صورتحال اختیار کرچکی ہے۔ اس کشیدگی کی وجہ کیا ہے، کس کا قصور ہے اور اس کو ختم کرنے کا حل کیا ہے؟

خورشید انجم: پاکستان اور افغانستان کے درمیان بنیادی مسئلہ ڈیورنڈ لائن کا تھا جس کی وجہ سے آغاز سے ہی افغانستان نے پاکستان کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے سردار داؤد کے وزیر اعظم موسیٰ شفیق نے بھی کوشش کی ، ذوالفقار علی بھٹو نے بھی کوشش کی اور سردار داؤد جب پاکستان کے دور پر آئے تو وہ اعلان کرنے والے تھے لیکن بھٹو نے کہا کہ آپ واپس جا کر قبائل کو اعتماد میں لینے کے بعد اعلان کریں۔ اسی دوران انقلاب آ گیا اور معاملہ رُک گیا۔ پھر ترکئی اور حفیظ الامین کے دور میں بھی کوششیں ہوئی لیکن یہ معاملہ حل نہ ہو سکا جس کی وجہ سے دشمنوں کو اس کو اچھالنے کا موقع مل گیا۔

ملا عمرؒ کے دور میں یہ مسئلہ پس منظر میں چلا گیا کیونکہ اس دور میں پاکستان اور افغان طالبان کے تعلقات دوستانہ اور برادرانہ تھے۔ نائن الیون کے بعد بدقسمتی سے مشرف نے امریکہ کے ساتھ اتحاد کرلیا اور پاکستان کی سرزمین افغانوں کے خلاف استعمال ہوئی، بے شمار شہادتیں ہوئیں اور کشیدگی کا دوبارہ آغاز ہو گیا۔ حالانکہ جہاں مشرف نے امریکہ کا ساتھ دیا وہاں ریاستی سطح پر پاکستان نے افغان طالبان کی مدد بھی کی۔ یہی وجہ ہے کہ امریکن سینٹ میں کہا گیا کہ پاکستان نے ڈبل گیم کی جس کی وجہ سے امریکہ کو افغانستان میں شکست ہوئی لہٰذا پہلے پاکستان کا بندوبست کرنا چاہیے۔ اوباما نے بھی ایسی ہی بات کی۔ اس میں حقیقت بھی ہے کیونکہ امریکہ نے پورا زور لگا لیا لیکن پاکستان نے حقانی نیٹ ورک تک امریکہ کو رسائی نہیں دی، کوئٹہ شوریٰ تک رسائی نہیں دی۔ یہاں تک کہ اسامہ بن لادن کو بھی پاکستان میں پناہ دی۔ لیکن مشرف پالیسی نے افغانوں کے دل میں نفرت کے بیج بو دیے تھے۔ پھر یہ کہ افغان طالبان کا پہلا دور تحریکی دور تھا جس میں اسلامی رنگ غالب تھا لیکن دو دہائیاں گزرنے کے بعد وہ کیفیت نہیں رہی۔ وقت گزرنے کے ساتھ کیفیت بدل جاتی ہے جیسا کہ صحابہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو ہماری نمازوں کی کیفیت ہی بدل گئی۔ تحریکی دور میں انسان کی زیادہ تر توجہ ایمان، یقین اور اپنے باطن پر ہوتی ہے، جبکہ سیاست و اقتدار میں آنے کے بعد شاید وہ کیفیت نہیں رہتی۔ اب ایمان کی جگہ اسلام آ جائے گا۔ اسی طرح یقین کی جگہ شہادت اور اقرار آ جائے گا۔ باطن کی جگہ ظاہر آ جائے گا۔ دوسرا بڑا مسئلہ TTP کا ہے۔ افغان جہاد کے دوران یہاں عرب اور دیگر مسلم ممالک کے مجاہدین آئے انہوں نے قبائل میں شادیاں کیں۔ قبائل میں یہ رواج ہے کہ ان کا داماد یا بھانجا پورے قبیلے کا داماد یا بھانجا کہلاتا ہے۔ لہٰذا مشرف پالیسی کے نتیجہ میں جب پکڑ دھکڑ اور قتل و غارت گری شروع ہوئی تو اس کے ردعمل میں TTP جیسے گروہ پیدا ہوئے۔ پھر را اور موساد نے بھی ان لوگوں کو استعمال کرنا شروع کیا اور اب یہ بھی ایک بڑا مسئلہ بن چکا ہے۔ مشرف پالیسی کی تمام دینی حلقوں نے بھی مخالفت کی بلکہ جو پہلی میٹنگ تھی، افغانستان کے حوالے سے جس میں بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ بھی شریک ہوئے تھے تو ڈاکٹر صاحبؒ نے کھل کر مشرف پالیسی کی مخالفت کی تھی۔ واقعتاً مشرف پالیسی کے اثرات تباہ کن ثابت ہوئے۔ درحقیقت کچھ غلطیاں اپنی بھی ہیں جنہیں سدھارنے کی ضرورت ہے۔

> **سوڈان میں مسلمانوں کا خون بہانے میں سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات بھی ملوث ہیں۔ صرف 2024ء میں 29 ٹن سونا سوڈان سے غیر قانونی طور پر متحدہ عرب امارات منتقل کیا گیا ہے۔**

سوال: پاکستان کا ایک ہی مطالبہ ہے کہ افغان سرزمین پاکستان کے خلاف استعمال نہیں ہونی چاہیے اور یہ بات دوحہ معاہدہ کی بنیادی شرائط میں شامل تھی لیکن جب سے افغان طالبان دوبارہ اقتدار میں آئے ہیں اس کے بعد سے مسلسل اس کی خلاف ورزی ہو رہی ہے، حالیہ اسلام آباد دھماکے میں بھی افغان شہری کے ملوث ہونے کے شواہد سامنے آئے ہیں۔ حالانکہ اس سے قبل ترکی اور دیگر برادر ممالک نے پاک افغان مذاکرات کے ذریعے سیز فائر بھی کروایا تھا۔ آپ کے خیال میں پاک افغان مذاکرات ان حالات میں نتیجہ خیز ثابت ہوں گے؟

خورشید انجم: کہا جاتا ہے کہ جنگ کرنے والے مذاکرات نہیں کرتے اور مذاکرات کرنے والے جنگ نہیں کرتے۔ مذاکرات کرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے۔ مذاکرات کے لیے جن لوگوں کا انتخاب کیا گیا وہ میری ناقص رائے میں اس معیار پر پورا نہیں اُترتے۔ جیسے خواجہ آصف صاحب مذاکرات بھی کر رہے ہیں لیکن ساتھ دھمکیاں بھی دے رہے ہیں۔ اس طرح مذاکرات نہیں ہوتے۔ مذاکرات کے لیے ایک فضا بنانا ضروری ہوتی ہے۔ چین سمیت دوست ممالک اس کشیدگی کو ختم کروانا چاہتے ہیں۔ خاص طور پر چین کی دونوں ممالک میں انوسٹمنٹ بھی ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ امریکی مفادات پورے ہوں۔ ہمیں اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ امریکہ، اسرائیل اور بھارت پاکستان کو ایٹمی قوت سے محروم کرنا چاہتے ہیں وہ اسلامائزیشن کے بھی خلاف ہیں اور پاکستانی فوج کے بھی خلاف ہیں۔ اسی لیے وہ ہمیں ہر طرف سے گھیرنے کی کوشش کر رہے ہیں کیونکہ احادیث میں یہ پیشین گوئی موجود ہے کہ اسی خطے سے اسلامی لشکر دجال کے لشکر کے خلاف نکلیں گے اور یہود و نصاریٰ یہ بات جانتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں اپنے اسلامی تشخص کو مدنظر رکھ کر مستقبل کی تیاری کرنی چاہیے اور یہود و نصاریٰ کی سازشوں کو ناکام بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ بصورت دیگر دونوں ممالک کا بہت نقصان ہوگا۔ جیسے ملا برادر نے افغان تاجروں سے کہہ دیا ہے کہ وہ پاکستان کے علاوہ متبادل تجارتی راستے تلاش کریں۔ اسی طرح ادویات کے حوالے سے بھی وہ بھارت کی طرف دیکھ رہے ہیں۔

سوال: پاکستان کے آئین میں جو 27ویں ترمیم کی گئی ہے جس میں اسلامی تعلیمات کے سراسر مخالف قوانین بھی شامل ہیں۔ جیسا کہ تاحیات استثناء، وغیرہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ جو مرضی کریں انہیں کوئی پوچھ نہیں سکتا۔ کیا ایسی غیر اسلامی ترمیم کو ایوانوں میں اور جلسے جلوسوں میں ہمارے مذہبی اور دینی حلقوں کو چیلنج نہیں کرنا چاہیے؟ ایسی ملکی صورتحال پر آپ کیا کہیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: اگر آپ سچ پوچھیں تو پاکستان کا آئین 26ویں ترمیم میں ہی وفات پا گیا تھا، اب 27ویں ترمیم کے ذریعے اس کی آخری رسومات ادا کی گئی ہیں۔ حقیقت میں اس ترمیم کے ذریعے نظام عدل کو مسمار کر دیا گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس سے قبل ہماری عدلیہ نے بعض اوقات حدود سے تجاوز کی، وزرائے اعظم کو نکالا اور نظریہ ضرورت کو ایجاد کیا وغیرہ لیکن کم از کم کچھ نہ کچھ انصاف کی امید رہتی تھی، بعض ججز عدلیہ کے تحفظ کے لیے ڈٹ بھی جاتے تھے۔ پہلے جو جج حکمرانوں کی بات نہیں مانتا تھا، اس کا تبادلہ کر دیا جاتا تھا، نکالا نہیں جاتا تھا لیکن اس ترمیم کے بعد ججز کو سیدھا گھر بھیج دیا جائے گا جو اوپر والوں کی بات نہیں مانیں گے۔ جہاں تک حل کی بات ہے تو وہ ایک عارضی ہے اور ایک مستقل ہے۔ عارضی حل یہ ہے کہ صاف و شفاف انتخابات کروائے جائیں، عوامی رائے کے مطابق حکومت قائم کی جائے۔ مستقل حل یہ ہے کہ جس نظریہ کی بنیاد پر ملک حاصل کیا گیا تھا، اُس کا نفاذ کیا جائے اور ملک کو حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنایا جائے۔ نظریہ ہی پاکستان کی بنیاد ہے، اگر بنیاد میں آپ فساد پیدا کر دیں گے تو اوپر جو عمارت کھڑی ہوگی اُس کا حشر وہی ہوگا جو ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر عطاء الرحمان عارف: پاکستان کے آئین

میں اس وقت تک جتنی بھی ترامیم ہوئی ہیں، ایک دو کو چھوڑ کر باقی سب کسی نہ کسی شخصیت کی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے کی گئی ہیں۔ یہ المیہ ہے پاکستان کا کہ یہاں پر جمہوریت کو یا ایوان کو کبھی بھی کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔ اس وقت بھی بظاہر ہمارے جو حکومتی ادارے ہیں یا ایوان ہے انہوں نے اس ترمیم کے ذریعے اپنے ہاتھ خود کاٹ ڈالے ہیں۔ اس ترمیم کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ملک میں بے یقینی اور انارکی پیدا ہوگی، عدلیہ انصاف نہیں کر پائے گی اور لوگ سڑکوں پر آ کر خود فیصلے کریں گے۔ جبکہ ہماری سرحدوں پر بھی کشیدگی ہے۔ اگر اندرونی طور پر بھی حالات کشیدہ ہوں گے تو دشمن قوتوں کے اہداف پورے ہوں گے، گریٹر اسرائیل کا منصوبہ آگے بڑھے گا اور ہماری زراعت، تجارت، سیاست، معیشت سمیت ہر چیز پر قبضہ کر لیا جائے گا۔ جیسا کہ کمزور ممالک پر کر لیا گیا ہے۔ اللہ پاک ہمیں ہدایت دے اور ہدایت کا سب سے بڑا ذریعہ قرآن ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝﴾ (محمد) ”اے اہل ایمان! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ تمہارے قدموں کو جما دے گا۔“

حل صرف ایک ہی ہے کہ ہم اللہ کے دین کے ساتھ مخلص ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝﴾ (البقرۃ) ”پس تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا، اور میرا شکر کرو، میری ناشکری مت کرنا۔“

جس مقصد کے لیے یہ ملک حاصل کیا گیا تھا، اس کی طرف سب کو بڑھنا ہوگا، چاہیے حکمران ہوں، عوام ہوں، اشرافیہ ہو، جب تک دین کے ساتھ ہم مخلص نہیں ہوں گے تو ہمارے معاملات درست نہیں ہوں گے۔

خورشید انجم: اسلام کا کیچ ورڈ عدل ہے، عدل نہیں ہوگا تو انارکی ہوگی۔ جنگ عظیم دوم کے دوران برطانیہ میں خوراک کی شدید قلت سمیت کئی مسائل پیدا ہو گئے۔ برطانوی وزیر اعظم مسٹر چرچل نے چیف جسٹس سے پوچھا کہ کیا عدالتوں میں لوگوں کو انصاف مل رہا ہے؟ اس نے کہا مل رہا ہے۔ چرچل نے کہا: پھر ہم جنگ جیت جائیں گے۔ غربت، بے روزگاری، مہنگائی جیسے مسائل عوام برداشت کر لیتی ہے لیکن اگر عدالتوں سے انصاف نہ ملا تو پھر انارکی پیدا ہوگی۔ آج وزراء کی فوج ظفر موج ترمیم کے حق میں قصیدے بیان کر رہی ہے کل جب یہ اپوزیشن میں ہوں گے تو یہی ترمیم ان کے گلے کا پھندا بن جائے گی۔ یعنی ہمارے سیاستدان دور اندیشی کی بجائے وقتی مفاد کے لیے فیصلے کرتے ہیں اور یہی ملک اور قوم کی تباہی کا باعث ہے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ وہ مقصد جس کے لیے یہ ملک حاصل کیا گیا تھا کہ یہاں عدل، حریت، اخوت اور مساوات کا نظام قائم ہو وہ مقصد اس ترمیم کے ذریعے رخصت ہو جائے گا۔

رضاء الحق: حقیقت میں آئین دفن ہو چکا ہے اور بڑے عرصے سے انارکی پھیلی ہوئی ہے۔ عدل موجود نہیں ہے، عدل اجتماعی بھی موجود نہیں ہے۔ غیر اسلامی شقات کو مزید متحرک کیا گیا ہے، تمام اسلامی شقوں کو غیر موثر کیا جا رہا ہے۔ اب تو سیاسی جماعتوں کی توجہ بھی اپنے منشور سے ہٹ گئی ہے۔ حتیٰ کہ مذہبی سیاسی جماعتیں بھی اس پر بہت محدود تبصرہ کرتی ہیں یا کرتی ہی نہیں۔ المیہ یہ ہے کہ اس ترمیم کے لیے سینٹ میں اپوزیشن نے بھی ساتھ دیا۔ یہاں تک کہ پی ٹی آئی اور جمعیت علماء اسلام کے ایک ایک رکن نے بھی اس کی حمایت میں ووٹ دیا اور پھر استعفیٰ بھی دے دیا۔ یہ ہمارا قومی المیہ ہے۔ اللہ کا دین تو پورے روئے ارضی پر قائم ہو کر رہنا ہے، یہ اللہ کا وعدہ ہے لیکن ہمیں دیکھنا ہے کہ ہم اس جدوجہد میں کہاں کھڑے ہیں، ملک کس مقصد کے لیے حاصل کیا اور ہم جا کس طرف رہے ہیں؟ روز محشر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو کیا جواب دیں گے۔ دینی جماعتوں کو بھی جواب دینا ہوگا۔ بحیثیت اُمتی ہمارے ذمے تھا کہ ہم دین کے جامع تصور کے مطابق اس کے نفاذ کی جدوجہد کرتے۔ اس کے برعکس ہم طاغوت کے ایجنڈے پر گامزن ہیں۔ ایسی صورتحال میں ہم اللہ تعالیٰ سے دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو محفوظ رکھے اور اس کو خراسان کا حصہ بنائے۔ امارت اسلامیہ افغانستان کو بھی اللہ ہدایت دے اور وہ اسلام کے غلبہ کو ہی اپنی ترجیح بنائیں۔

❀❀❀

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ ڈاکٹر عطاء الرحمان عارف: ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان

2۔ ایوب بیگ مرزا: مشیر خصوصی امیر تنظیم اسلامی

3۔ خورشید انجم: مرکزی ناظم تعلیم و تربیت تنظیم اسلامی پاکستان۔

4۔ رضاء الحق: مرکزی ناظم شعبہ نشر و اشاعت اور ترجمان تنظیم اسلامی پاکستان

میزبان: وسیم احمد: نائب ناظم مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

تاہم یہ بات اپنی جگہ اہم ہے کہ بینکاری میں اسلامی تمویل کے حقیقی متبادلات کے اختیار کرنے میں موجودہ ”ماحول“ کی اصلاح کے لیے انقلابی اقدامات کی شدید ضرورت ہے۔ چنانچہ ایک ایسے ماحول میں جہاں تاجر دوہرے کھاتے رکھتے ہوں، اپنا حقیقی منافع ظاہر کرنے سے گریزاں ہوں، نظام ٹیکس میں کرپشن عروج پر ہو، بینکوں میں جمع کرائی گئی رقوم کو بغیر احتیاطی تدابیر اختیار کیے ایسے کاروباری حضرات کے حوالے کرنا ایک ایسا خطرہ مول لینے کے مترادف ہوگا جس سے ادارہ اور کھاتہ دار دونوں متاثر ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ اندریں حالات ایسے معاہدات اور طریقے اختیار کرنا جن سے فکسڈ منافع کی توقع ہو، صرف اس شرط کے ساتھ قابل قبول ہوگا کہ انہیں شرعی طور پر شفاف (in letter & spirit) طریقوں کے مطابق ہی اختیار کیا جائے اور اُن حیلہ سازیوں سے بچا جائے جو اہل علم کے لیے سردست تشویش کا باعث ہیں۔ (جاری ہے)

بحوالہ: ”انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال“ از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1308 دن گزر چکے!

''آئین'' کیا کسی مفلس کی قبا ہے جس میں ....

ابو موسیٰ

ارادہ تو یہ تھا کہ نقطۂ نظر کے حوالے سے اپنے کالم کا آغاز آئین پاکستان کی رواداری سے کیا جائے لیکن ایک خبر نے مجبور کیا ہے کہ آغاز مملکتِ خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان (آخری خبریں آنے تک یہی اس کا نام ہے) میں قانون کی بے نظیر عملداری سے کروں۔ خبر یہ ہے ''کرپشن الزام میں گرفتار سابق اے ڈی سی آر سیالکوٹ اقبال سنگھیڑا راولپنڈی پولیس حراست سے فرار'' دھڑکتے دل سے خبر کے اگلے حصہ کو دیکھا کہ لکھا ہوگا کہ وہ اپنے ہی ساتھیوں کی فائرنگ سے ہلاک ہوگئے یا پولیس نے زبردست مقابلے کے بعد خدانخواستہ اُنہیں آنجہانی کر دیا اس لیے کہ یہ اب معمول کی خبروں کا حصہ بن چکا ہے لیکن راقم پولیس کی رحم دلی اور اپنے شہریوں سے محبت اور شفقت کے جذبہ کا عملی نمونہ کا نظارہ کر کے ورطہ حیرت میں پڑ گیا جب خبر کا اگلا حصہ پڑھا کہ فرار کا یہ معمولی سا واقعہ چند روز پہلے ہوا تھا جب ملزم کا بھائی ایک نئی نویلی گاڑی میں کچھ افراد کے ساتھ آیا تھا اور وہ ''محترم'' کو پولیس کی حراست سے چھڑا کر کے اپنے ساتھ گاڑی میں لے گیا تھا۔ اخبار کے مطابق اے ایس آئی ظفر اقبال نے رابطہ پر بتایا کہ وہ 13 نومبر کو چکری موٹر وے سروس ایریا پر ملزم کو واش روم استعمال کرنے کے لیے لے کر گئے تو وہاں پہلے سے موجود ملزم کے بھائی نے ملزم کو اپنی پرائیویٹ گاڑی 8/077 برنگ سفید میں بٹھالیا اور مذکورہ ملزم اقبال سنگھیڑا کو بھگا کر لے جانے میں کامیاب ہوگیا۔ جب اے ایس آئی ظفر اقبال سے پوچھا گیا کہ تم نے اتنے دن وقوعہ کی اطلاع کیوں نہ دی تو اُس نے جواب دیا میں اتنے دن اپنے طور پر ملزم کو تلاش کرتا رہا اور شرمندگی کی وجہ سے وقوعہ کی اطلاع نہ کی۔ ندائے خلافت کے قارئین کو اب تو تسلیم کر لینا چاہیے کہ ہماری پولیس کتنی شرمیلی ہے اور اپنے اُس نعرے پر کتنی سختی سے کاربند ہے کہ ''عوام سے تعاون پولیس کا اوّلین فریضہ'' کتنی خوش اسلوبی سے اس پر عمل ہو رہا ہے۔

قارئین کو شاید یاد ہو کہ اقبال سنگھیڑا اے ڈی سی آر سیالکوٹ جب کرپشن کے الزام میں گرفتار ہوئے تھے تو وزیر دفاع خواجہ آصف کتنے سیخ پا ہوئے تھے تب اُنہوں نے جو کچھ بیوروکریسی کو کہا تھا اور جو کچھ بالائی حکومت کے خلاف بول بیٹھے تھے تب اتنا بازوٹوئسٹ ہوا تھا کہ لگتا تھا کوئی آر پار والا معاملہ ہو جائے گا تند و تیز خبروں کا طوفان اٹھ گیا تھا۔ اب گزشتہ ہفتہ سے چونکہ آئین میں رواداری آگئی ہے تو اس بیچارے گریڈ 20 کے آفسر سے ہمارا کیا لینا دینا جائے اور اپنا سابقہ کاروبار جاری وساری رکھے۔ ویسے بھی کرپشن کے نام سے یہ چھوٹے چھوٹے نام نہاد جرائم ملک کے اہم مفادات کے سامنے کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ بہرحال ہم ایڈوانس آپ کے گوش گزار کیے دیتے ہیں کہ پاگل سوشل میڈیا اس پر منہ کھولے گا جس پر گرفتاری ڈالی جائے گی اور عین قانون کے مطابق ضمانت ہوگی پھر یا تو سب کچھ غلط قرار دے کر باعزت رہائی ہوگی اور اگر یہ آسانی سے نہ ہوسکا تو اتنی فائلوں کے نیچے کیس دبا دیا جائے گا کہ کئی عشرے معلوم نہ ہوگا کہ کیس کن وادیوں میں بھٹکتا رہا ہے۔ البتہ اگر 28 ویں ترمیم کا سلسلہ الجھا یا کسی نوٹیفکیشن کے آگے پیچھے ہونے کا معاملہ ہوا تو اس بے چارے آفیسر کی دوبارہ شامت آسکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارا شرمیلا اور معصوم سا قانون لندن سے آتے ہوئے پاکستان کی فضاؤں میں ہی کرپشن کے مقدمات کو بکھیر دیتا ہے کسی حاضری کی یا انگوٹھا کے نقش کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ یہ سب کچھ غیر ضروری بلکہ لایعنی ہو جاتا ہے ہاں البتہ ہر کیس کی الگ نوعیت ہے۔

قارئین اگر دماغ پر بوجھ ڈالیں تو اُنہیں آسانی سے معلوم ہو جائے گا کہ فیصلے قانون کی راہداریوں میں الجھنے سے نہیں بلکہ پوری دیانتداری سے قوت، حاکمیت اور لاٹھی سے ہو رہے ہیں۔ نئے حالات کا تقاضا ہے کہ دیانتداری کے لغوی معنوں میں جدت پیدا کی جائے اور اس کا بھی وہی حال کر دیا جائے جو بیچارے آئین کا ہوا ہے۔ اُسی روز کے اخبار کی اس خبر سے آپ کا مزہ دوبالا ہو جائے گا ''اللہ کے حکم اور اُس کے فرمان کے مطابق اپنے فرائض کی انجام وہی کرتا ہوں۔'' اے اللہ ہم پر رحم فرما آمین!

اب تک کی گزارشات کو تحریر معترضہ سمجھ لیں اصل موضوع بحث تو آئین کی 27 ویں ترمیم ہے۔ اس کے بارے میں بھی خوب کہا گیا کہ ترمیم تو بجا لیکن ہوئی کس میں ہے 1973ء کے آئین کا ذکر تو اب یادِ رفتگاں کے طور پر ہوتا ہے اس لیے کہ 26 ویں ترمیم نے اُسے ابدی نیند سُلا دیا تھا۔ ہاں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ 27 ویں ترمیم کے ذریعے اُس کی تدفین اور آخری رسومات ادا کر دیں۔

قارئین کرام! اب تک کی ساری بات کو آپ نے طنز و مزاح کا کچھ سمجھا ہوگا لیکن یقین جانیے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے عرض خدمت ہے کہ یہ ماتم ہے یہ دل گداز کا سوز ہے یہ وہ طرز ہے جسے سوگوار ماحول میں فنکار چھیڑتا ہے اور چشم آہو سے جھڑی لگ جاتی ہے جو تھمتے نہیں تھمتی وہ بھولے لوگ جو اپنی دنیا میں مست ہیں یا جن بیچاروں کے پیٹ کے تقاضے اُن کی سوچ پر ہی بند باندھ دیتے ہیں وہ کہیں گے یہ آئین ہمیں کیا دیتا تھا کہ اس کا اتنا نوحہ کہا جا رہا ہے اتنی آہ و بکا کی جارہی ہے۔ کان پک گئے تھے ہمارے جمہوریت، آزادی اور عدل وانصاف کے روز روز خالی پیٹ نعرے سن سن کر۔

یہ خیال بجلی کی طرح راقم کے ذہن میں کوندگیا کہ کتنی بڑی کامیابی ہے یہ ظاہری اور باہری حکمرانوں کی بُھلا دو ان کو ان کا ماضی اور لاتعلق کر دو مستقبل سے، سوچ کو آج تک اور خود تک محدود کر دو یہی واحد ذریعہ ہے جس سے حکمرانی اور غلامی کا یہ لامتناہی سلسلہ جاری رہے گا۔ اٹھا لو اُنہیں اور اگر گستاخی زیادہ ہو تو اُن کے سر بریدہ جسم کو سپردِ سڑک کر دو کہ ہم سے سوال کرنے والا کوئی نہ ہو راستہ ہموار ہو اور وِسل بجاتی گاڑیاں سڑکوں پر اُڑتی جارہی ہوں کوئی یہ نہ پوچھے کہاں سے آئیں یہ گاڑیاں کس نے دیں یہ گاڑیاں اور کیوں ہوئے تم براجمان سٹیرنگ پر سب نظریں جھکا کر چلیں کہ اٹھتی اور چبھتی نظریں اب ناقابل برداشت ہیں۔ اصل بات کو سمجھنے کی کوشش کریں اگر آئین زندہ رہے گا تو اُنہیں ان فضولیات کا سامنا کرنا پڑے گا لہٰذا ایک ہی حل ہے نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ بہرحال اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑے گا چاہے کتنی ہی تلخ ہے یہ حقیقت کہ آئین یوں بے موت نہ مارا جاتا اگر اپنے ہی حملہ آور نہ ہوتے۔ ایک کہاوت ہے کہ ایک شخص درخت پر آری چلا رہا تھا، ایک راہ گزر نے درخت سے کہا کہ تم اتنے بڑے اور مضبوط ہو اور اتنے پھیلے ہوئے ہو اس چھوٹی سی آری کے سامنے بے بس ہو اور وہ تم پر وار کرتا چلا جا رہا ہے اور کوئی وقت جاتا ہے کہ تم طاقتور ہونے کے باوجود زمین پر آگرو گے۔ درخت بولا اس آری کی کیا جرأت ہے کہ وہ مجھے کاٹے درحقیقت اس کی پشت پر جو میرا بھائی (یعنی لکڑ کا دستہ) لگا ہے مجھ پر ساری مصیبت تو

اُس کے ہاتھوں سے آ رہی ہے۔ کتنی صادق آتی ہے یہ کہاوت یہاں؟ کیونکہ آئین کی رحلت میں جس خانوادے نے انتہائی اہم اور متحرک رول ادا کیا اُس پر یہی کہا جا سکتا ہے ''گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے'' نواسے نے نانا کی میراث کا قتل کیا۔ مسلم لیگ (ن) نے اس واردات میں ایسے سہولت کار کا کردار ادا کیا کہ نواسہ صف دوم میں دھکیل دیا گیا۔ ایک دنیا پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ ان دونوں نے یعنی P.P.P اور (ن) نے جو کچھ کیا ہے وہ درحقیقت آنے والے وقت میں اپنے لیے پھندا تیار کیا ہے۔ یہ انہوں نے خودکش دھماکہ کیا ہے۔ ان کا رول تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ وہ ڈٹ کر کھڑے ہو جاتے اور اقتدار یوں اسمبلیوں سے راولپنڈی منتقل ہونے کے راستے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتے لیکن اُنہوں نے تو سب کچھ پلیٹ میں رکھ کر پیش کر دیا۔

قارئین یاد رکھیں قوت کے سامنے ڈٹ جانے کے لیے اُجلا اور صاف ستھرا کردار چاہیے دامن یوں کرپشن اور مالی بدیانتی سے داغدار نہ ہو، جس کے دامن پر ایک آدھ چھینٹ بھولے سے پڑ گئی ہو وہ بھی چل جائے گا لیکن جو دامن یوں داغ دار ہو کہ دامن داغوں تلے چھپ گیا ہو جن کی کرپشن کی شہر شہر نہیں ملک ملک کہانیاں ہوں جن میں بہتر وہ سمجھا جائے جس کے بارے میں اپنے بھی کہیں کہ کھاتا ہے تو لگاتا بھی ہے اور غیروں نے بی بی سی پر صرف برطانیہ میں بھاری بھرکم جائیدادوں پر ڈاکومنٹری بنائی ہو وہ طاقت کے خلاف کیسے سٹینڈ لیتے اُس کے سامنے سرنگوں کیوں نہ ہوتے وہ بی بی سی کو لندن کی عدالت میں چیلنج نہ کر سکے کیونکہ وہاں تو لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں لیکن پاکستان میں بیان بازی کرتے رہے کہ یہ جھوٹ ہے الزام ہے۔ البتہ پاکستان میں بھی اپنی اس غیر قانونی ناجائز دولت کی کوئی منی ٹریل نہ دکھا سکے۔ رہ گئے وہ جو مرحوم آئین کے نواسہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ لگانے کے نہیں صرف کھانے کے قائل ہیں۔ لہٰذا سر اُٹھانے کی جرأت کیسے ہوتی اور قید تنہائی میں پڑا ایک سرپھرا جس کا نام لینے سے بھی ''آزاد'' میڈیا کی کانپیں ٹانگتی ہیں وہ قوت کے سامنے جھکنے سے انکار کیوں کر رہا ہے بلکہ قوت کے سامنے ایسی ایسی سخت باتیں کہہ رہا ہے کہ سننے والے ڈر رہے ہیں لیکن وہ بے خوف ہے کیوں کہ دامن صاف ہے۔ جان کے دشمن ساڑھے تین سال میں پاکستان سے باہر دنیا بھر میں کہیں ایک گز زمین رکھنے کا الزام لگا سکے اور نہ بیرونی بنکوں میں معمولی سا سرمایہ جس کے ضبط ہونے کا خطرہ ہو برآمد کر سکے۔ عجب بات یہ ہے کہ جیل میں اُسے یعنی قیدی کو سٹنٹ پڑتے ہیں نہ پلیٹلیس کی کمی پیشی ہوتی ہے بلکہ جھوٹے اور مضحکہ خیز مقدموں کو یوں طول دیا جا رہا ہے کہ سرکاری وکیل جج اور سرکاری عملہ بار بار اور ترتیب کے ساتھ بیمار ہوتا رہتا ہے۔ قابلِ رحم بیچاری بے بس عدلیہ اس سب کچھ کے باوجود سزا دے تو کیا کہہ کر دے اور کیا عذر تراشے یہ کارنامہ دہشت گردی کی عدالتیں یا فوجی عدالتیں جواب جائز اور قانونی عدالتیں قرار دی جا چکی ہیں وہی سرانجام دے سکتی ہیں۔ بہرحال راقم کو ہرگز یہ مطلوب نہیں تھا کہ کسی کو بدعنوان اور کسی کو دیانت دار ثابت کرے۔ اصل بات جو قارئین کے سامنے لانی تھی وہ یہ تھی کہ سانحہ آئین ہوا تو کیوں ہوا اور کیوں روکا نہ جا سکا اور راقم نے اس شعر کے ایک مصرعہ کو توڑ مروڑ کر اس تحریر کا عنوان بنایا تو کیوں بنایا۔

''آئین'' کیا کسی مفلس کی قبا ہے جس میں
ہر گھڑی ''ترمیم'' کے پیوند لگے جاتے ہیں

قارئین کرام پاکستان کے موجودہ سیاسی عدم استحکام کی بنیاد اور اصل وجہ سمجھنے کی کوشش کریں حقیقتاً اور اولاً یہ عالمی مسئلہ اور ثانیاً علاقائی اور ملکی مسئلہ ہے۔ راقم کی رائے جاننے سے پہلے جیفری اپسٹین کی لیک ہونے والی ای میل کا مطالعہ کر لیں اس میں مسئلہ کا مغز موجود ہے:

"Imran Khan in Pakistan a much greater threat to the peace than Erdogon, Khomani, XI or Putin."

2018ء میں عمران خان کے وزیراعظم بننے پر اس شخص نے کہا تھا: ''It is a bad news for''

اب ایک عجیب و غریب بات کہی جا رہی ہے کہ موصوف تو جنسی مجرم ہے بھائی وہاں تو آدھے سے زیادہ معاشرہ جنسی مجرم ہے اس سے لیک کا کیا تعلق۔ بہرحال تب ہی عالمی ٹھیکیداروں کو آگاہ کر دیا گیا تھا کہ اُن کے نقطہ نظر سے ایک غلط آدمی پاکستان میں برسر اقتدار آ گیا ہے لیکن ظاہر ہے انتہائی طاقتوروں نے سوچا ہوگا کہ ہمارے سامنے بھی غریب مقروض ملک کا سربراہ کیسے سر اُٹھائے گا۔ ہم رام کرنا جانتے ہیں لیکن 2019ء میں اقوام متحدہ میں عمران خان کی تقریر نے اُنہیں الرٹ کیا اور راقم کے مطابق عالمی خلائی طاقتوں نے اُس کے خلاف F.I.R درج کی پھر طالبان افغانستان کا معاملہ اور دوسرے کئی واقعات عالمی طاقتوروں کی تشویش میں اضافہ کرتا چلا گیا۔ مزید کنفرم کرنے کے لیے اُس کے خیالات کو رُوبرو سنا گیا جس میں عمران خان نے Absolutely Not کہہ کر اپنے عزائم واضح کر دیئے۔ روس یوکرائن مسئلہ اٹھا تو روس کا دورہ کرنا اور جنگ شروع ہونے کے باوجود واپس آنے یا دورہ مختصر کرنے سے انکار نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور عالمی فیصلہ سازوں نے فیصلہ کر لیا اور پاکستان میں حکومتیں بدلنے والے ادارے کو اپنے ''نیک ارادوں'' کی اطلاع کر دی۔ ایک سائفر نے با آواز بلند ارادوں کا اظہار کر دیا۔ اس موقع پر بلکہ اس حوالہ سے اپنے Tenure کے آخر تک عمران خان سے ہمالائی بلنڈر ہوا اُسے اُس وقت ملکی طاقتوروں کے خلاف کھڑا ہونا چاہیے تھا اور وزیراعظم کی طاقت کا استعمال کرنا چاہیے تھا جس میں وہ بُری طرح ناکام رہا۔ بہرحال اُس شر سے بھی اللہ تعالیٰ نے خیر نکال دیا ایک تو خود اُسے تنہا ہو کر اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں پر غور کرنے کا موقع مل گیا اور دوسرا وہ عوام جو اُسے قریباً رد کر چکے تھے وہ اُس کے ایسے دیوانے ہوئے کہ پاکستان میں ایسی مقبولیت کی کوئی مثال نہیں۔ قصہ کوتاہ عالمی طاقتوروں اور پاکستان کی وہ سیاسی قوتیں جن کے کھاتے میں کرپشن کے انبار کے سوا کچھ نہ تھا رجیم چینج کے کارِ خیر کے لیے متحد ہو گئے۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ دشمن روز روز کی قانون سازیاں اور آئینی ترامیم کر کے عمران خان کی عوامی قوت سے پناہ ڈھونڈ رہا ہے۔ پوری اسلحی قوت بھی استعمال کر رہا ہے۔ مار دھاڑ کر کے تحریک انصاف کی قیادت میں کمزور لوگوں کی مدد بھی حاصل کر رہا ہے اُسے کئی ہفتوں سے قید تنہائی میں ڈالا ہوا ہے لیکن وہ ایک انچ پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں اور عوامی قوت میں بھی روز بروز اضافہ ہو رہا ہے عوام اپنے لیڈر کی رہائی چاہتے ہیں۔ اب مسئلہ کیسے حل ہو، رہائی کا مطلب ہوگا کہ ہر قسم کے سیاسی و غیر سیاسی حریفوں کا دنوں نہیں گھنٹوں کے لیے بھی کھڑا رہنا ممکن نہ ہوگا اسی لیے قانونی اور آئینی حصار بندی کی جا رہی ہے لیکن یہ ہائبرڈ نظام جو اپنی بدترین شکل میں اس وقت ملک پر نافذ ہے وہ بیساکھیوں پر کتنا وقت نکال سکے گا شاید اسی لیے 28ویں ترمیم آ رہی ہے کیا پچاس (50) ترامیم بھی ناجائز کو جائز بنا سکیں گی یا مزید کمزوری کا باعث بنیں گی۔ ریت کی یہ دیواریں عوامی قوت کا کب تک مقابلہ کریں گے۔ محبانِ وطن کی خواہش ہے کہ یہ کشمکش جو انا کی جنگ بن چکی ہے۔ کسی طرح ختم ہو جائے دبی ہوئی چنگاریاں شعلہ جوالہ نہ بن جائیں ورنہ کسی کے ہاتھ کچھ نہ لگے گا اور وہ غریب جو آئین سے کوئی اپنا تعلق نہیں بتاتا۔ سٹیک ہولڈرز کے ساتھ وہ بھی خاکستر ہو جائے گا۔ اے اللہ! پاکستان کی حفاظت فرما اور اہل پاکستان کو اپنی پناہ میں رکھ۔

❀❀❀

امت کی آبرو کا فیصلہ

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

غزہ کی تقدیر کا فیصلہ یو این سیکورٹی کونسل میں ہو گیا! ہم بھی قرارداد پاس ہونے کے نتیجے میں ٹرمپ امن پلان میں دیگر مسلم ممالک کے ساتھ حصہ دار ہیں۔ سو بھاری ذمہ داری سنبھالنے سے پہلے ہم بہ حیثیت اُمت کی اہم ایٹمی طاقت، ان دو سالوں پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالیں جو بیت المقدس، مسجد اقصیٰ کے محافظوں پر ہو گزرے۔ پوری اُمت کی طرف سے فلسطینیوں نے اپنا فرضِ اولیٰ جان کر بے مثل، ناقابل برداشت، ناقابل یقین قربانیاں پیش کی ہیں۔ یہ دفاع پوری اُمت پر (اسرائیلی جارحیت کی شدت کے پیشِ نظر) فرضِ عین ہو چکا تھا۔ مگر یہ علم اُمت کے پاس کہاں! (جہاں نماز بھی فرضِ عین نہ جانی جاتی ہو!) سو کہانی کی گتھیاں اب ہمیں سلجھانی ہیں۔ دریا کو کوزے میں بند کرنا ممکن نہیں۔

1948ء سے فلسطین پر مغربی ممالک، بالخصوص برطانیہ کی مدد سے اسرائیل کا قبضہ اور اس چوری اور سینہ زوری داستان کو اب 78 سال ہو چلے۔ 7 اکتوبر 2025ء سے غزہ پر تابڑ توڑ حملوں کے نتیجے میں 2 سال میں کیا ہوا۔ دیکھیے: 23 لاکھ گنجان ترین آبادی پر شب و روز دو لاکھ ٹن بارود 2 سال میں گرایا گیا۔ مکان، دکانیں، مارکیٹیں، پلازے 90 فی صد تباہ ہو گئے۔ پونے 3 لاکھ رہائشی یونٹ مکمل اور ڈیڑھ لاکھ جزوی تباہ ہوئے مکینوں سمیت۔ مرنے والوں کی تعداد 80 ہزار کا تخمینہ لاکھوں کی کل تعداد کا محدود حصہ ہے۔ غزہ کے 80 فی صد رقبے پر اسرائیل کا مکمل کنٹرول ہوا۔ شہداء کی آدھی تعداد تقریباً بچوں کی تھی۔ ہزاروں شہید افراد طبی عملے، اساتذہ، دانشور، شہری دفاع، صحافی، بلدیاتی ملازمین، پولیس، ہلال احمر تنظیموں سے منسلک تھے۔ پونے 2 لاکھ زخمی جن میں سے 5 ہزار کے اعضاء کاٹ دیئے گئے۔ 95 فی صد تعلیمی اداروں کی عمارات بشمول یونیورسٹیاں، 1000 مساجد تباہ ہوئیں۔ 3 گرجوں پر پے در پے حملے ہوئے۔ 40 قبرستان بلڈوز کیے۔ ڈھائی ہزار شہداء کی لاشیں قبروں سے غائب کیں۔ یاد رہے کہ تازہ لاشوں سے، قیدیوں اور غزہ میں شہید ہونے والوں کی، اعضاء نکال کر ٹرانسپلانٹ کی عالمی تجارت میں بیچ کر کمائی کی گئی! 220 دن غزہ تک ہر قسم کی خوراک، ادویات، ایندھن، ذرائع، وسائل زندگی مکمل بند رکھے گئے۔ 7 سو کنوئیں اور میٹھے پانی کے 134 منصوبے، بجلی کے نیٹ ورک، 30 لاکھ میٹر سڑکیں تباہ کیں۔ پارک، کھیل کے گراؤنڈ، اسپورٹس ہال تباہ کیے۔ 94 فی صد زرعی اراضی تباہ کیں۔ مویشی، مرغی فارم بھی نہ چھوڑے۔ پہلی دوسری جنگِ عظیم، ہیروشیما ناگاساکی، کی تباہی یوں کم تر رہی کہ اتنے چھوٹے قطعۂ زمین کو جس طرح جنونی وحشت دہشت کی انتہا پر تباہ کیا، اس کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ 2 ارب مسلمانوں اور 7 ارب انسانوں کے سامنے! اب ٹرمپ پلان منظوری کے بعد عجب ہے کہ ٹنوں بارود برسانے والا اسرائیل تو مسلح رہے اور وسائل سے محروم غزہ کو غیر مسلح کیا جائے! واحد دردمند محافظ، جانیں اپنے عوام پر نچھاور کرنے والی مقبول جمہوری حکومت چھین لی جائے۔ جن ممالک نے جنگ بندی کے بعد نہ اسرائیلی بمباری رکوائی نہ شدید بارشوں میں ڈوبتوں کی مدد کی!

ان مظلوموں کا مقدر سنوارنے کے نام پر ہوائی جہازوں، کانفرنسوں، ظہرانوں، عشائیوں پر پانی کی طرح خوش پوش لیڈروں نے پیسہ بہایا! یہ مناظر دیکھ لیجیے۔ یروشلم کے شمال میں قلندیہ میں ایک خوبصورت بڑے گھر پر انخلاء کا نوٹس حکومتِ اسرائیل نے لگا رکھا ہے۔ مکین فلسطینی حیران و سرگرداں ہے کہ 1936ء سے اس کے آباء واجداد کا یہ گھر تھا۔ زندگی بھر کی جمع پونجی سے اس نے تعمیرِ نو کی تھی۔ اب حکم ہے کہ آنِ واحد میں نکل جاؤ، یہ تمہارا گھر نہیں۔ (اسرائیل ملک الموت کا کردار، مسلم گھروں اور مکینوں کے لیے رکھتا ہے۔) اس وقت غزہ مسلسل بارش کی شدید ترین آزمائش سے دوچار ہے۔ کلپ میں گھٹنوں تک جو کیچڑ ہے، یہ سیوریج کی گندگی اور بارش ملا پانی ہے۔ جس میں کھڑا نوجوان اپنی بچی کو کسی طرح صاف کرنے کی کوشش میں ہے اونچا کر کے، تاکہ اسے کسی بہتر جگہ بٹھا سکے۔ بارش، سردی میں ٹھٹھرتے کانپتے بچے، روتی بے بس مائیں۔ زندگی کی ہر رمق چھن گئی۔ جس طرح بے حس امت، اسرائیل امریکہ کی ہیبت، محبت، مفادات کی گندگی میں لتھڑی پڑی ہے، یہ اہل غزہ کی نہیں، ہمارے ایمان کی بھاری آزمائش ہے۔

ہمی پر ایک وقت تھا کہ مصورِ پاکستان اقبال اُمّت کے لیے تڑپتے، اوروں کو بھی تڑپاتے۔ امت چہار سو آزمائشوں میں گھری تھی۔ ترک جنگِ بلقان کے امتحان میں تھے۔ مولانا ظفر علی خان ان کی مالی امداد کے لیے چندہ جمع کرنے کے لیے جلسے بھی کرواتے۔ انھی میں سے ایک میں اقبال نے نظم 'حضور رسالت مآب ﷺ میں' پڑھی۔ (پس منظر میں برطانیہ کی شہ پر 1911ء میں طرابلس پر قبضے کے لیے اٹلی نے حملہ کیا تھا) جس کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ اقبال مسلمانوں پر ٹوٹتے مصائب کی شدت کی تاب نہ لا کر تصوراتی دنیا میں حضور رسالت مآبؐ حاضری دیتے ہیں۔ ہاتھ باندھ کر دل کا درد کھول کر رکھ دیتے ہیں۔ آپؐ جب یہ پوچھتے ہیں کہ جہانِ رنگ و بو سے ہمارے لیے کیا تحفہ لایا ہے تو کہتے ہیں (نظم پوری پڑھیے): مگر میں نذر کو اک آبگینہ لایا ہوں، جو چیز اس میں ہے جنت میں بھی نہیں ملتی۔ جھلکتی ہے تری اُمت کی آبرو اس میں، طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں! آج اس آبگینے میں غزہ کے شہیدوں کا لہو، بیواؤں یتیموں کی بے بسی کے آنسو، اُمت کی بے حسی پر چکنا چور دلوں کی کرچیاں، آہوں کراہوں کی تپش ہے! اس جلسے میں مسلمان اگرچہ غلام تھے مگر ان کی روحیں آزاد، غیرتِ دینی، اخوت وحمیت سے لبریز دل تھے۔ مجمع آخری شعر تک پہنچتے، پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ زمین پر درد و غم سے لوٹتے مرد، بے قرار دل تھامتے پڑے تھے۔ اُمت یوں مفادات کی اسیر، دین، تاریخ اسلام، ایمان سے فراغت نہ لے چکی تھی۔ آج نوجوان آکسفورڈ، کیمبرج، اے اولیول کی تعلیم، موبائیلوں کی رنگین دنیا اور مخلوط، بے روح تعلیم کے پروردہ امریکہ کو خدائی کے درجے پر متمکن گردانتے ہیں۔ غزہ کا غم سپین کے ایک خود مختار حصے باسک میں فلسطینی فٹ بال ٹیم کے ساتھ کھیلے جانے والے دوستانہ میچ میں باسک قوم میں دیکھیے۔ والہانہ پن سے فلسطین کے لیے امدادی میچ کھچا کھچ تماشائیوں سے بھرا دیوانہ وار غزہ کے حق میں نعرے لگا رہا ہے۔ محبت قبل از قیام پاکستان کے مذکورہ جلسے سے کچھ بھی کم نہیں امڈ رہی۔ ایک کھلاڑی نے کہا: یہ سیاسی میچ تھا تاکہ اسرائیل کو دنیا میں تنہا کیا جاسکے۔ اور ہم 'مزاحمت' کا دفاع کر سکیں! دنیا اسرائیل کے لیے نفرت سے کھول رہی ہے۔ کیا ہمیں اندازہ نہیں؟ کھول آنکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ 'مغرب' سے اُبھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ!

خود باضمیر امریکی باغی ہو رہے ہیں۔ 10 سال میرین افسر رہنے والا امریکی فوجی حق گوئی کی حیرت انگیز مثال ہے جو غزہ جنگ میں امریکی کردار سے متنفر ہو کر استعفیٰ دے رہا ہے۔ 'میں نیوکلیئر آبدوز، روئے زمین کی

قوی ترین ہتھیاروں سے لدی، پر ڈیوٹی دیتے دس سال سے اس فوجی وردی میں ہوں ۔ امریکی آئین کی پاسداری، تمام اندرونی، بیرونی دشمنوں کے خلاف قومی تحفظ کا حلف اٹھایا تھا۔ مگر خطرہ صرف فوجوں یا میزائلوں کی صورت نہیں، بعض اوقات نظریات کی صورت ہوتا ہے۔ آج ہمارے قومی کردار کی مضبوطی کا سب سے بڑا سوال غزہ جنگ میں ہے۔ یہ تنازعہ دو برابر ہم پلہ قوتوں میں نہیں۔ یہ جنگ نہیں ہے بھوک کی مار دینا، بمباری، مقید شہری آبادی کا مسلسل انخلا ہے۔ امریکی مکمل حمایت، اربوں ڈالر کی فوجی امداد، ہتھیاروں کی فراہمی، یو این میں سفارتی تحفظ نے اُسے ممکن بنایا ہے۔ کانگریس میں دونوں پارٹیاں فلسطینی بچوں کی زندگی داؤ پر لگا رہی ہیں۔' استعفیٰ دینے والے کے پیچھے کفیہ پہنے نوجوان، امریکی ڈاکٹر، فلسطینی ڈاکٹر ابوصوفیہ کی رہائی کا مطالبہ لیے کھڑے ہیں۔ عنوان یہ ہے کہ 'نسل کشی' بند کرو۔ کافر کا ضمیر چلا اٹھا ہے۔ ہم حتمی فیصلے کرنے سے پہلے سوچیں۔ عدلیہ پر حسنی مبارک اور حسینہ واجد نے بھی مکمل ہمنوائی کا سامان کر لیا تھا مگر حسنی مبارک پھر اسی عدلیہ کے سامنے مجرم بنا حاضر ہوتا رہا۔ اور آج حسینہ واجد کے لیے اسی کی عدلیہ نے سزائے موت صادر کی ہے، جس عدلیہ نے جماعت اسلامی بنگلہ دیش کے 6 عظیم رہنماؤں کو پھانسی کی سزا دی تھی۔ ابھی آخرت باقی ہے جو لرزا دینے والی ہے!

یو این میں کیا ہوا؟ روس نے 20 نکاتی ٹرمپ پلان کے مقابل غزہ کے لیے منصفانہ قرارداد پیش کی تھی۔ مگر پاکستان سمیت آٹھوں مسلم ممالک کے ٹرمپ پلان کی حمایت میں متفقہ بیان کے بعد روس پیچھے ہٹ گیا اور یوں قرارداد پاس ہو گئی۔ غزہ پر اب نئے قابض امریکہ، برطانیہ ہیں، منہ زور اسرائیل کے علاوہ! مسلم فوج کا کیا کردار ہوگا؟ مغربی کنارے کی نام نہاد، بے جان فلسطینی اتھارٹی (PA) اپنے علاقوں کو روزانہ اسرائیلی فوج اور یہودی آبادکاروں رغنڈوں کے حملوں اور پیش قدمی سے بچانے سے قاصر ہے، اسے غزہ میں پولیس کی ذمہ داری سونپنا! یہ اسرائیلی معاونت کے مترادف ہے!

دنیا بدل رہی ہے اور اللہ نے کہہ رکھا ہے: 'اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے (تو پھر جائے)۔ اللہ اور بہت سے ایسے لوگ پیدا کر دے گا، جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ ان کو محبوب ہوگا، جو مومنوں پر نرم اور کفار پر سخت ہوں گے۔ جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ (الخ)......(المائدۃ:54)

❀❀❀

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

''قرآن اکیڈمی یاسین آباد، کراچی (حلقہ کراچی شمالی)''میں

06 تا 12 دسمبر 2025ء (بروز ہفتہ بعد نماز عصر تا بروز جمعۃ المبارک 12 بجے)

مبتدی وملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:

☆ اسلام کا انقلابی منشور ☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ تنظیم اسلامی کی دعوت سہ ورقہ (عملی مشق)

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

12 تا 14 دسمبر 2025ء (بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

ذمہ داران ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔ ☆ منہج انقلاب نبوی ﷺ (صفحات: 1 تا 90)

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0335-0379314 / 021-36823201-02

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-3547337(042)5

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

''مسجد جامع القرآن گلشن سحر قاسم آباد (حلقہ حیدر آباد)''میں

29 نومبر تا 5 دسمبر 2025ء (بروز ہفتہ بعد نماز عصر تا بروز جمعۃ المبارک 12 بجے)

مبتدی تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

05 تا 07 دسمبر 2025ء (بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

ذمہ داران ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ منہج انقلاب نبوی ﷺ (صفحات: 1 تا 90)

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0334-2109545/ 0300-3012849

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-3547337(042)5

زونل اجتماع لاہور 2025ء

مرتب: نعیم اختر عدنان

سیلابی صورتحال کے باعث بہاولپور میں حسب روایت سالانہ اجتماع کا انعقاد منعقد ممکن نہ ہوسکا۔ بنابریں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ نے مشاورت کے بعد متبادل کے طور پر چھ مقامات پر زونل اجتماعات کے انعقاد کا فیصلہ کیا۔ پنجاب میں تنظیم اسلامی کے مرکز واقع لاہور کے علاوہ دیگر دو مقامات پر بھی یہ اجتماعات منعقد ہوئے جن میں ایک ملتان میں جبکہ دوسرا اسلام آباد میں انعقاد پذیر ہوا۔ ایک اجتماع خیبر پختون خوا کے مرکز پشاور میں جبکہ عروس البلاد کراچی میں دو مقامات پر منعقد ہوئے۔

بروز ہفتہ صبح نو بجے تنظیم اسلامی کے مرکز لاہور میں اجتماع کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا۔ پورے اجتماع میں اسٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب خباب عبدالخالق نے سرانجام دیئے۔ اجتماع گاہ کی تمام نشستوں کی صدارت کے فرائض نائب امیر محترم اعجاز لطیف نے ادا فرمائی۔ شرکاء اجتماع سے افتتاحی کلمات میں امیر تنظیم نے مختصر اور جامع خطاب فرمایا اور اجتماعیت کے اغراض اور مقاصد بیان کیے اور قیمتی ہدایات سے نوازا۔ ازاں بعد امیر حلقہ لاہور شرقی محترم نورالوریٰ نے شرکاء اجتماع کو خوش آمدید کہتے ہوئے شریک اجتماع رفقاء کو پیش نظر آداب و مقاصد کے اصول پر توجہات مرکوز رکھنے کی ہدایت فرمائی۔ پابندی اوقات کے ساتھ نظم کی ہدایات کے مطابق تمام پروگراموں میں شرکت پر زور دیا۔ طے شدہ پروگراموں کے علاوہ وقفہ جات میں دیگر رفقاء سے باہمی تعارف حاصل کرنے کی ضرورت و افادیت سے بھی آگاہی دی گئی۔

فکر آخرت کے موضوع پر تنظیم اسلامی کے نائب امیر محترم اعجاز لطیف نے فکر انگیز اور قرآن و سنت کے دلائل سے مزین دلآویز اور پر تاثیر خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ فکر آخرت کو ہم سب کی اہم ترین اور بنیادی فکر کا محور ہونا چاہیے۔ یہ تصور ہمارے سامنے رہنا چاہیے کہ ہماری سب سے پہلے اعمال کی جواب دہی ہوگی۔ ہر نفس کو موت ذائقہ چکنا ہے۔ اخروی زندگی کے لیے زادراہ اسی دنیا کی زندگی ہی میں تیار کرنا پڑتا ہے کہ یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے، دنیا دارالجزا نہیں بلکہ دارالعمل ہے۔ یہ دنیا کی زندگی عارضی اور فانی ہے اس کی رنگینیاں اور رعنائی ''متاع الدنیا'' محض برتنے اور گزر بسر کا عارضی ساز و سامان ہے۔ بقول شاعر

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

آخرت پر دلی یقین ہو، اللہ کے فیصلوں پر ''رضائے رب پر راضی رہ'' والی کیفیت ہو۔ اللہ کی عطا پر قناعت کا طرزِ عمل اختیار کر کے جنت اور جنت کی نعمتوں، جس میں دیدار الٰہی کی نعمت عظمیٰ بھی شامل ہے کی طلب والی زندگی گزارنے کی اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق نصیب فرمائے۔

''قرآن حکیم کا تصورِ دین'' کے موضوع پر مولانا خان بہادر (معاون دعوت و تربیت) نے خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ تنظیم اسلامی رفقاء کو دل کی گہرائیوں سے اور رب العزت کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس ذات بابرکات نے ہمیں ایسی اجتماعیت سے منسلک کر دیا ہے جس کی فکری بنیادیں اور عملی لائحہ عمل کا مرکز و محور قرآن مجید اور سنت و سیرت نبی ﷺ پر مشتمل ہے۔ قرآن و سنت سے ماورا قائم کردہ تصورِ دین ناقص اور نامکمل ہی ہوگا۔ مولانا نے قرآن مجید میں لفظ دین جہاں جہاں اور جس معانی و مفہوم میں استعمال ہوا ہے، اُسے پوری شرح و بسط سے بیان کیا۔ انہوں نے بطور تذکیر اور یاددہانی دین کے چھ اہم ترین گوشوں کا بھی تذکرہ کیا جن میں عقائد، عبادات، رسومات یہ تین گوشے انفرادی زندگی سے متعلق ہیں جبکہ تین ہی گوشے اجتماعی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں جن میں معاشرتی نظام، معاشی نظام اور سیاسی نظام شامل ہیں۔ اس کائنات میں انسان کی حیثیت امین کی ہے جبکہ ہر شے کا اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ دولت کی گردش اور بہاؤ محتاج اور غریب طبقات کی جانب ہوتی ہے اس مقصد کے لیے زکوٰۃ و عشر کا نظام دیا گیا۔ جبکہ سرمایہ اور سرمایہ دار کی ظالمانہ گرفت کو توڑنے اور ختم کرنے کے لیے سودی نظام کی حرمت و ممانعت کی گئی ہے۔ معاشرتی حوالے سے ہر قسم کی طبقاتی سوچ اور تقسیم کی نفی کرتے ہوئے مساوات و تکریم انسانیت کا نظام متعارف کرایا گیا ہے جس میں فضیلت کی بنیاد صرف اور صرف تقویٰ اور خدا خوفی ہے۔ اسلام میں حاکم وقت یعنی خلیفہ بھی جواب دہ ہوتا ہے اور کسی کو بھی کسی قسم کا استثنا حاصل نہیں ہوتا۔ بڑے سے بڑا شخص بھی عام شہری کی طرح قانون کا پابند ہوتا ہے۔ سیاسی سطح پر اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی تابعداری پر مبنی خلافت و نیابت کا نظام اپنایا جائے گا جو قرآن و سنت کے احکامات کی بالادستی اور سپرویسی کا حامل ہوگا۔ عوامی حاکمیت کا موجودہ نظام کافرانہ و مشرکانہ ہے۔ جب ہم پورے دین اور اس کے عملی نفاذ کی بات کرتے ہیں تو اس کا یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ہر ہر شعبہ زندگی میں ہر سطح پر قرآن و سنت کی حکمرانی اور بالادستی کا نظام رائج ہو۔ تنظیم اسلامی اس مکمل اور جامع نظام زندگی یعنی ان الدین عند اللہ الاسلام کی بات کرتی ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے ہمیں ایسے قافلے ایسی تنظیم اور ایسی تحریک سے منسلک کر دیا جو پورے دین کی ''دعوت اور اقامت'' کا علمبردار قافلہ ہے۔

چائے کے وقفہ کے بعد امیر محترم نے رفقاء کے تحریری سوالوں کے تسلی بخش جوابات دیئے۔ تحریری سوالات کے لیے رفقاء کو اجتماع سے کئی روز پہلے آگاہ کر دیا گیا تھا۔ امیر محترم سے سوالات و جوابات کا سیشن بیک وقت اور براہ راست تمام زونل اجتماعات میں دیکھا اور سنا گیا۔

نماز ظہر کھانے اور آرام کے مختصر وقفہ کے بعد نماز عصر دوسرے سیشن کا آغاز ہوا۔ مطالعہ حدیث نبوی ﷺ کی ذمہ داری معاون تربیت جناب سجاد سرور نے ادا کی۔ انہوں نے حیا کا جامع تصور کے حوالے سے حدیث نبوی کی روشنی میں بتایا کہ جس نے سر کی اور پیٹ کی حفاظت کی موت اور موت کے بعد کی زندگی کو پیش نظر رکھا اور عارضی اور فانی زندگی کے زیبائش اور آرائش سے خود کو علیحدہ رکھا، یعنی چھوڑ دیا اُس نے گویا حیا کا حق ادا کر دیا۔ حیا ایمان کا حصہ ہے۔ ہمارے معاشرے میں فحاشی و عریانی کے مقابلے میں حیا کا لفظ استعمال ہوتا ہے مگر حیا کے اس تصور سے بہت وسیع مفہوم ہے۔ رزق حلال کا اہتمام اپنی عزت و ناموس کی حفاظت، موت، حساب کتاب خیر کے تصورات کو سامنے رکھتے ہوئے آخرت کو ترجیح دیتے ہوئے زندگی گزارنا یہ حیا کا جامع مفہوم ہے۔

زمانہ گواہ ہے کے عنوان سے حالات حاضرہ پر مبنی پینل گفتگو کا ریکارڈ ڈ پروگرام دکھایا گیا۔ اس پینل میں میزبان پروگرام نائب ناظم نشر و اشاعت جناب وسیم احمد کے ساتھ گفتگو میں مرکزی ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف، مرکزی ناظم تعلیم و تربیت جناب خورشید انجم، شعبہ نشر و اشاعت کے مرکزی ناظم جناب رضاالحق اور امیر تنظیم اسلامی کے سیاسی مشیر جناب ایوب بیگ مرزا نے غزہ امن معاہدہ، اسرائیل کے آئندہ عزائم، پاک بھارت جنگ، افغانستان پاکستان کشیدگی اور آئین میں 27 ویں ترمیم کے موضوعات پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ یہ پروگرام بھی براہ راست اور بیک وقت تمام زونل اجتماعات میں دیکھا اور سنا گیا۔

بعد از نماز مغرب، مطالعہ حدیث کے زیر عنوان ''علم دین اور قرآنی حلقوں کی فضیلت'' کے عنوان سے جناب عبدالرحمٰن نے گفتگو کی۔ انہوں نے بتایا کہ جو شخص علم دین کے حصول کے لیے سفر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے لیے سہولت پیدا کر دیتا ہے، جنت کے راستوں کی جانب۔ قرآن مجید کی تعلیم کے حلقہ جات پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور وہ رحمت کے پر بچھا دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دین کی تعلیم حاصل کرنا تبلیغ دین کا فریضہ ادا کرنا ختم نبوت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ عالم کی عابد پر فضیلت کا بھی بطور خاص تذکرہ ہوا۔

اجتماع کا اگلا پروگرام ’’ہم اور ہمارا گھر‘‘ تھا۔ اس موضوع کے لیے محترم کاشف گیلانی (واپڈا ٹاؤن کی مقامی تنظیم کے امیر) کا انتخاب ہوا۔ انہوں نے انسان کے مقصدِ زندگی اور اس کی حیات کی غرض و غایت یعنی ’’بندگیٔ رب‘‘ سے اپنی گفتگو کا آغاز کیا۔ بندگیٔ رب کے تصور کے تحت اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال اور متعلقین کی دینی ذمہ داری کی فکر کرنا اہم ترین معاملہ ہے۔ اللہ کے انبیاء نے بھی اور نبی اکرم ﷺ نے اپنے قریبی رشتہ داروں، اولاد اور بیویوں کو اللہ کی بندگی و اطاعت کی وصیت و نصیحت فرمائی۔ تنظیم کا نظم اور امیر تنظیم اسلامی گھریلو اسرے کے انعقاد کی مسلسل تلقین فرماتے رہتے ہیں۔ ہمیں اپنی اولاد کی دینی تعلیم و تربیت کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔ یہ ہماری دینی ذِمہ داری بھی ہے اور تحریکی اور تنظیمی ضرورت بھی۔ مقرر موصوف کا خطاب ’’دل سے جو بات نکلتی ہے، اثر رکھتی ہے پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے‘‘ کا مصداق کامل تھا۔

اجتماع کی اگلی نشست کا موضوع ’دعوتی اعتبار سے رفقائے تنظیم کے عملی تجربات‘‘ یہ موضوع حلقہ لاہور شرقی کے امیر محترم کاشف عباسی کی ذمہ داری ٹھہرا۔ انہوں نے کہا کہ دعوت دین کی ضرورت واہمیت سے ہم سب بخوبی آگاہ ہیں۔ رفقائے تنظیم کے مطلوبہ اوصاف میں بھی یہ وصف شامل ہے کہ ہم سب داعی بننے کی حتی المقدور کوشش کریں۔ اس کے لیے مقرر و مبلغ بننا ضروری اور لازمی نہیں ہے بلکہ تنظیمی لٹریچر، تنظیمی جرائد کے ذریعے اپنے محلہ، مسجد، آفس، دکان، قریبی احباب اور رشتہ داروں تک دین کی دعوت پہنچائی جائے۔ تنظیم کی دعوت بھی درحقیقت دین ہی کی دعوت ہے۔ تنظیم کے تحت قائم حلقہ جات قرآنی، دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام، فہم دین کی نشستیں، سوشل میڈیا کے ذریعے اپنے حلقہ احباب کو تنظیمی فکر اور پروگراموں سے آگاہ کرنا۔ تنظیم کے نظم سے حتی الامکان وابستہ رہنا جیسے مقامی اسرہ اور مقامی تنظیم کے زیر اہتمام دعوتی و تربیتی پروگراموں میں بھرپور شرکت کریں۔ غیر فعال اور غیر متحرک رفقاء کو فعال اور متحرک کرنے کی شعوری اور مسلسل کوشش بھی نتیجہ خیز رہی ہے۔

اجتماع کا اگلا پروگرام شعبہ سمع و بصر کے ناظم جناب آصف حمید (فرزند ارجمند بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد ؒ) نے سوشل میڈیا اور نظریاتی جدوجہد کے زیر عنوان ہمیشہ کی طرح بحسن وخوبی اپنا موضوع بیان کیا۔ انہوں نے رفقائے تنظیم اسلامی کو یاددہانی کراتے ہوئے کہا کہ اسلام دشمن اور اسلام مخالف طاقتیں اور قوتیں کس قدر اپنے مادی وسائل اور جدید ذرائع اس مکروہ اور شیطانی ایجنڈے کی تکمیل میں صرف کر رہی ہیں۔ ہر طبقہ فکر کے لیے ہر سطح پر باطل نظریات کا فروغ اور پرچار کیا جارہا ہے۔ اس تناظر اور احوال و ظروف میں ہمیں بھی ان باطل قوتوں کا نظریاتی سطح پر مقابلہ کرنے اور دین کے ابلاغ کے لیے دستیاب تمام ذرائع وابلاغ استعمال کرنا ہوں گے۔ انہوں نے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد ؒ کا ایک آڈیو کلپ بھی رفقائے تنظیم کی سماعتوں کی نذر کیا۔ بانی محترم ؒ نے کی ’’اعدولھم ما استطعتم‘‘ کی قرآنی آیت سے استدلال کرتے ہوئے حالات حرب و ضرب کی طرح جدید ذرائع ابلاغ کی فراہمی اور استعمال کی اہمیت کو آج سے 45 سال پہلے ہی بیان فرمادیا تھا۔ محترم آصف حمید نے سوشل میڈیا کا استعمال کرنے والے رفقاء کو متوجہ کرتے ہوئے کہا کہ رفقاء اس اجتماع سے یہ عزم وارادہ کر کے کہ ہم نے دین اور تنظیم کی دعوت واشاعت کے لیے سوشل میڈیا کا استعمال کرنا ہے۔ نئی نسل اس میڈیم کا خصوصی طور پر ہدف اور ٹارگٹ ہونی چاہیے۔

آج کے پروگرام کی یہ آخری نشست تھی۔ نماز شب کی ادائیگی اور کھانے کے بعد رفقاء رات کے آرام کی غرض سے بستر نشین ہوئے۔ نماز فجر سے قبل اکثر رفقاء نے نماز تہجد کی سعادت حاصل کی۔

نماز فجر کی ادائیگی کے بعد درس قرآن مجید کے لیے سورۃ الشوریٰ کی آیات 36 تا 43 کا انتخاب کیا گیا۔ مدرس کے فرائض حلقہ گوجرانوالہ کے امیر محترم علی جنید میر نے ادا کیے۔ ان آیات قرآنی میں اہل ایمان کے نمایاں اور بڑے اوصاف کی وضاحت کی گئی۔ مقرر محترم نے بطور تذکیر اور یاددہانی کہا کہ آج کرنے کا اہم ترین کام دین کا عملاً قیام و نفاذ ہے۔ اس فرض کی تکمیل اور ادائیگی کے لیے دعوت و تربیت سے لے کر اقدام تک کے مراحل میں جن صلاحیتوں کے حامل افراد درکار ہیں ان کے اوصاف کا قرآن مجید کے بہت سے مقامات میں تذکرہ ہے۔ لیکن یہ مقام اس موضوع پر خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس لیے بانی محترم اور ہمارے تنظیمی لٹریچر کی اس قرآنی مقام کی خاص اہمیت ہے۔ اس دنیا کا سب کچھ ایک دن ختم ہو جائے گا دین کے لیے کی گئی محنت اور قربانیاں باقی رہیں گی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر قرآنی اوصاف حسنہ پیدا فرمائے۔ آمین!

اجتماع کے دوسرے دن کے پہلے سیشن کا آغاز سٹیج سیکرٹری صاحب نے قرآنی آیات کی تلاوت سے کیا۔ ’’فریضہ اقامت اور رفیق تنظیم اسلامی‘‘ کے زیر عنوان تنظیم اسلامی حلقہ لاہور شرقی کے ناظم دعوت محترم شہباز شیخ نے پرجوش خطاب کیا۔ انہوں نے تنظیم کے تعارف کے لیے استعمال ہونے والی جامع عبارت کا حوالہ دیا کہ تنظیم اسلامی ایک منفرد اور غیر معمولی تشخص کی حامل تنظیم ہے۔ تنظیم اسلامی معروف معنوں میں نہ مذہبی فرقہ اور نہ سیاسی جماعت ہے بلکہ اصولی اسلامی انقلابی جماعت ہے جو اسلام کے عادلانہ نظام کے قیام و نفاذ کے لیے کوشاں ہے۔ تنظیم کی دعوت درحقیقت دین اسلام کی ہی دعوت ہے۔ اسلام کے عادلانہ نظام یعنی خلافت کے منشور کی وضاحت اور اس کے قیام و نفاذ کی کوشش ہمارا ہدف ہے جسے مضبوط نظم جماعت کے پابند لوگوں کے بغیر حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ ہم مسلمان تو ہیں مگر ہمیں ایمان حقیقی کی صفات اعلیٰ اپنے اندر پیدا کرنا ہوں گی۔ ہمارا فکر اور طریقہ کار بھی قرآن وسنت کی محکم بنیادوں پر قائم ہے۔ رفیق تنظیم اپنے نظریہ وفکر سے جتنا مخلص ہوگا اسی قدر وہ متحرک اور پرجوش و پرعزم ہوگا۔ رفیق تنظیم جس قدر فعال اور متحرک ہوگا تنظیم بھی اُسی نسبت و تناسب سے متحرک و فعال ہوگی۔ اسلام کے عادلانہ نظام کا قیام ظالمانہ واستحصالی نظام کے خاتمے ہی سے ممکن ہے۔ اس عظیم اور مقدس مشن کی تکمیل کے لیے اپنے دینی فرائض اور تنظیمی ذمہ داریوں پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔ اس کے لیے ایثار و قربانی کے عملی رویہ کے ساتھ ساتھ جذبہ جہاد اور شوق شہادت کی کیفیت بھی لازم ہے۔ یہی وہ نفع بخش تجارت ہے جس میں خسارے اور نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں۔ بقول شاعر

جس کو ہو جان و دل عزیز اس کی گلی میں جائے کیوں!

اجتماع کا اگلا سیشن بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمد ؒ کی ویڈیو ریکارڈنگ کی سماعت کا تھا ہمیشہ کی طرح دلوں کو گرمانے والے خیالات حامل خطاب سننے دیکھنے کو ملے۔ سابق امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید ؒ کا ویڈیو خطاب ’’قرآن کا طریقہ انقلاب‘‘ کے موضوع پر نرم دل گفتگو، گرم دم جستجو کا مظہر خطاب دل پذیر سننے کو ملا۔

قافلہ تنظیم منزل بمنزل کے زیر عنوان ناظم اعلیٰ محترم ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف نے تنظیم کی پیش رفت کا جامع اور مکمل خاکہ پیش کیا۔ بقول شاعر ’’تیز و ترک گامزن منزل ما دور نیست‘‘ کے سے جذبہ کی ضرورت کی جانب بھی بھرپور انداز سے توجہ مبذول کروائی گئی۔ اجتماع کے متبادل کے طور پر چھ زونل اجتماعات کے اختتامی لمحات میں امیر تنظیم اسلامی محترم و مکرم عزت مآب محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ نے شکر، شکریہ اور تحسین کے الفاظ سے اپنے مخصوص اور دلآویز انداز خطابت سے کام لیتے ہوئے۔ رفقاء کو متحرک کرنے اور متحرک رہتے ہوئے اپنے دینی اور تحریکی فرائض ادا کرنے کی بھرپور انداز سے تلقین فرمائی۔ امیر محترم کی پرخلوص دعا کے ساتھ اس بابرکت اور بامقصد اجتماع کا اختتام بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی وسطی کی مقامی تنظیم شاہ فیصل تنظیم کے مبتدی رفیق محترم کاشف صدیقی کی ہمشیرہ صاحبہ لیاقت ہسپتال میں وینٹی لیٹر پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی بیماروں کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ
لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا

امیر محترم کا رفقاء کو پیغام

سالانہ اجتماع میں اختتامی خطاب کے نکات

اپنے ایمان میں اضافہ کے لیے

- اللہ سے تعلق کو مضبوط کرنا
- اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول اور رفقاء سے تعلق سے جذبہ ایمان کو بڑھائیں
- انفرادی دعوت کا کام کریں
- گھریلو اسرہ کا اہتمام کریں
- وفود پر توجہ دیں
- سوشل میڈیا کے استعمال میں کمی کی شعوری کوشش کریں
- زوال امت کے اسباب میں اصل سبب دنیا کی محبت ہمارا کام ہے کہ ہم اس سے بچیں
- پاکستان کی سالمیت اور راہ نجات صرف دین اسلام کا نفاذ ہے
- تم رب کے کام میں لگو رب تمہارے کام میں لگ جائے گا انفرادی دعوت کے کام کو انتہائی بڑھا دیں۔

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(13 تا 19 نومبر 2025ء)

جمعرات 13 نومبر: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

جمعۃ المبارک 14 نومبر: خطاب جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس، کراچی میں ارشاد فرمایا۔

ہفتہ 15 نومبر: زونل سطح پر ہونے والے متبادل سالانہ اجتماع کے حوالہ سے قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں جنوبی پاکستان زون 2 کے اجتماع کی صدارت کی۔ صبح افتتاحی خطاب دیا، جو دیگر 5 زونل مقامات پر منعقد ہونے والے اجتماعات میں براہِ راست نشر ہوا۔ دن میں ''امیر سے ملاقات'' پروگرام میں رفقاء کے سوالات کے جوابات دیئے۔ یہ پروگرام بھی تمام مقامات پر منعقد ہونے والے اجتماعات میں براہِ راست نشر ہوا۔ بعد نمازِ عصر تا رات تک قرآن اکیڈمی یاسین آباد، کراچی میں منعقد ہونے والے جنوبی پاکستان زون 1 کے اجتماع کی صدارت کی۔

اتوار 16 نومبر: صبح جنوبی پاکستان زون 1 کے اجتماع میں ''فریضہ اقامت دین اور رفیق تنظیم'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعد ازاں قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی آکر جنوبی پاکستان زون 2 کے اجتماع کی صدارت کی۔ اجتماع کا اختتامی خطاب کیا، جسے تمام مقامات پر منعقد ہونے والے اجتماعات میں براہِ راست نشر کیا گیا۔

پیر 17 نومبر: حلقہ کراچی وسطی کے ایک نقیب اسرہ کی عیادت کے لیے ان کے گھر جانا ہوا۔

بدھ 19 نومبر: رات کو لاہور آمد ہوئی۔

معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب نیز ناظم اعلیٰ صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور تنظیمی امور انجام دیئے۔ متفقہ ترجمہ و نصاب قرآنی کے حوالہ سے ذمہ داریاں انجام دیں۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگز کرائیں۔

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ حلقہ پوٹھوہار کی مقامی تنظیم جاتلاں کے مبتدی رفیق محترم طارق محمود وفات پا گئے۔

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور غربی کے امیر محترم ڈاکٹر محمد عثمان خان کی پھوپھی وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0333-4788921

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے منفرد اسرہ ناصر پور کے رفیق محترم شیر محمد کے بھائی اور مرکز حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے ڈرائیور محترم قاری وقاص احمد کے چچا وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0321-9187261

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Vol: 34 Regd. No. C.P.L NO.114 No.45

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore